SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, February 18, 1990.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall,(Parliament House), Islamabad, at 4.30 of the clock in the evening, with Mr. Presiding Officer (Mr. Abdur Rehaman Jamali) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَآ اَصَابَكَ مِنْ
حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ وَاَرْسَلْنٰكَ
لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, February 18, 1990.

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall,(Parliament House), Islamabad, at 4.30 of the clock in the evening, with Mr. Presiding Officer (Mr. Abdur Rehaman Jamali) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَآ اَصَابَكَ مِنْ
حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۡ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ
لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٧٩﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿٨٠﴾

ترجمہ: (اے آدم زاد) تجھ کو جو فائدہ پہنچے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی شامتِ اعمال کی وجہ سے ہے اور (اے محمد) ہم نے تجھ کو (لوگوں کی ہدایت) کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اس بات کا خدا ہی گواہ کافی ہے جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، رخصت کی درخواستیں۔ شیخ علی محمد نے اپنی علالت کی بنا پر ایوان سے ۱۲ تا ۲۰ فروری رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محمد طارق چوہدری نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۱۸ تا ۲۲ فروری کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب صوبیدار مندوخیل نے اپنی علالت کی بنا پر ایوان سے ۱۶ تا ۲۰ فروری کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی یہ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب محمود احمد منٹو نے اطلاع دی ہے کہ وہ ناسازیٔ طبع کی بنا پر آج اس اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے کیا آپ ان کی یہ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب احسان الحق پراچہ، وزیر مملکت نے اطلاع دی ہے کہ وہ ۱۷، ۱۸ فروری کو اسلام آباد سے باہر ہوں گے اس لئے ایوان میں

شرکت نہ کر سکیں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک تحریک استحقاق ہے وہ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا اس کے متعلق میں نے پروفیسر صاحب کو درخواست کی ہے جو انہوں نے قبول فرمائی ہے اس لئے اس کو ڈیفر کر دیں۔

DISCUSSION OF KASHMIR ISSUE

Mr. Presiding Officer: Privilege Motion No.4 is deferred.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, I beg to move under Rule 36 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 that the requirements of Rules 22, 76 and 120 of the said Rules of Procedure be dispensed with in order to move the following motion:-

"That this House may discuss the Kashmir issue."

Mr. Presiding Officer: What is the sense of the House?

Hournable Members: It is reasonable .

Presiding Officer: Please move the motion.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I beg to move that this House may discuss the Kashmir issue.

Prof. Khurshid Ahmed: I second it.

Akhunzada Behrawar Saeed: Point of order. I have moved Sir, earlier a motion under Rule 194 of the Rules of Procedure with regard to Kashmir. Now the Minister has been pleased to move it from the government benches. Will that be merged into it or not?

Mr. Presiding Officer: When it will come on the wider base then it would be merged into that.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا! یہ ہمارا قومی مسئلہ ہے اور ساری قوم کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس کے ضمن میں جو بھی ہمارا ردعمل ہو وہ ہمارے کشمیری بھائیوں کے حق خودارادیت کے ضمن میں مثبت ہو تو اس کے چند خدوخال ہیں جو میں یہاں معزز اراکین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی بنیادی چیز جو ہم نے دیکھنی ہے

[Dr. Sher Afgan Khan Niazi]

وہ یہ ہے کہ دنیا میں تبدیلی آ رہی ہے۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جو معزز اراکین اس مسئلہ کشمیر پر تقریر کرنا چاہیں وہ مہربانی کرکے اپنے نام دے دیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب چونکہ میں محرک تھا اس لئے ضابطے کے تحت یہ میرا حق بنتا ہے کہ میں اس کی ابتدا کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: وزیر صاحب کے بعد ہم آپ کو chance دے دیں گے

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جو بنیادی تبدیلی آ رہی ہے مشرقی یورپ میں یا روس میں اس سے قبل ایران میں انقلاب برپا ہوا افغانستان میں تبدیلی ہوئی اور مجاہدین نے بھرپور مقابلہ کیا۔ اسی طرح سے اس کے اثرات کشمیریوں پر بھی مرتب ہوئے انہوں نے اپنی آزادی کے لیے جدوجہد شروع کی جو کافی آگے جا چکی ہے یہ ان کی اپنی آزادی کی جنگ ہے ان کی اپنی تحریک ہے اور وہ اپنے خون کے نذرانے سے اس کو سینچ رہے ہیں۔ بنیادی طور پر پاکستان کا ایک موقف رہا ہے اور وہ اس موقف پر ہمیشہ قائم ہے جو بھی آزادی پسند قومیں اپنی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں پاکستان نے ان کا ساتھ دیا ہے اور ہمارا کشمیریوں کے ساتھ جو بنیادی لگاؤ ہے اس کی بنا پر ہم ان کی اخلاقی امداد کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ متنازعہ حصہ ہے جس کے ضمن میں انڈیا خود ۱۹۴۸، ۴۹ میں اس مسئلے کو یو این او میں لے گیا تھا اس پر باقاعدہ دو resolutions پاس ہوئے تھے جو مثبت resolutions تھے اور باقاعدہ طور پر فیصلہ ہوا تھا کہ استصواب رائے سے کشمیری اپنا فیصلہ خود کریں گے اور جس طرف جانا چاہیں گے ان کو یہ حق حاصل ہوگا اب اس موقف کو کمزور کرنے کے لیے ہر سطح پر ہندوستان یہ تحریک کر رہا ہے کہ بنیادی طور پر یہ تحریک کشمیریوں کی نہیں ہے ان کی آزادی کے لیے نہیں ہے ان کی خود مختاری کے لیے نہیں ہے بلکہ پاکستان کی وجہ سے ہے اور پاکستان اس کا محرک ہے۔ جو بنیادی طور پر غلط ہے۔

دوسرا پہلو جو بین الاقوامی طور پر ہندوستان دوسرے ممالک کے سامنے پیش کر

رہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ ایک بنیاد پرست ٹولے کی تحریک چل رہی ہے۔ تو یہاں میں بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ بنیاد پرستوں کی تحریک نہیں ہے یہ کشمیریوں کی تحریک ہے جس میں مسلمان ہندو عیسائی پارسی جس مذہب سے بھی تعلق رکھتے ہیں اجتماعی طور پر بھارت کے غاصبانہ قبضے کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں اپنے حق خودارادی اور استصواب رائے کے لیے تاکہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ خود کر سکیں جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے پاکستان نے اسے ہمیشہ اپنا مسئلہ سمجھا ہے اس بنیادی اصول کے تحت اور ہندوستان سے جنگیں بھی ہوئی ہیں جانی قربانی بھی ہم نے دی ہے اب بھی پاکستان کا موقف واضح ہے کہ یہ ایک متنازعہ علاقہ ہے اور کشمیریوں کو اپنا حق ملنا چاہیئے۔ یہ بنیادی حق کی بات ہے اور اسی طرح پاکستان ان کے ساتھ ہے اور ساتھ رہے گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اخونزادہ بہرہ ور سعید صاحب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اگر فردوس بر روئے زمین است

ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

حضرت علامہ اقبال جب کشمیر تشریف لے گئے اور سرزمین کشمیر پر قدم رکھا تو انہوں نے یہ شعر کہا۔ جناب فردوس کے لیے کس مومن کس مسلمان کا دل نہیں تڑپتا اور اگر کسی کا دل نہیں تڑپتا تو میں سمجھوں گا کہ وہ آخرت پر یقین رکھنے والا نہیں ہے۔ جناب والا! کشمیر کا جغرافیہ کچھ یوں ہے ایک طرف اس کے ساتھ چین ملا ہوا ہے دوسری طرف ہندوستان ہے۔ تیسری طرف پاکستان ہے اور کچھ تھوڑے سے علاقے سے روس کا علاقہ بھی ملحق ہے اور کچھ حصہ افغانستان کے ساتھ بھی ملتا ہے جہاں کشمیر کی سرحد چین سے ملتی ہے وہ علاقہ کلی طور پر ہندوستان کے قبضے میں ہے جہاں پاکستان چین ہندوستان اور روس کا علاقہ ہے وہاں وہ علاقہ پاکستان کے قبضے میں ہے کشمیر جس کو بابائے قوم حضرت قائداعظم نے پاکستان کی شہ رگ قرار دیا ہے اس کا زیادہ تر حصہ ہندوستان کے

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

قبضے میں ہے اس کے سارے دریا اس کی مٹھی میں ہیں ہندوستان جب چاہے اس ملک کو یا اس نئے پاکستان کو (کسی کے الفاظ میں) یا اس بقایا پاکستان کو سیلاب سے دوچار کر کے بہا سکتا ہے اور اگر چاہے تو پنجاب اور سندھ کو ریگستان میں بھی تبدیل کر سکتا ہے کشمیر کی مسلمان آبادی ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق ۸۵ فیصد تھی اور گھٹتے گھٹتے (یا گھٹا گھٹا کر) مسلمانوں کی آبادی جموں اور کشمیر دونوں میں تقریباً ۶۰ فیصد رہ گئی ہے اور خدانخواستہ ہندوستان کا یہ غاصبانہ قبضہ طول پکڑتا ہے تو یہ آبادی گھٹتے گھٹتے ۵۰ فیصد سے بھی کم ہو سکتی ہے۔ جب میں کشمیر کا لفظ استعمال کرتا ہوں اس سے میری مراد جموں اور کشمیر کی ریاستیں ہیں۔ کشمیری وہ بدقسمت قوم ہیں جس کو انگریز نے کشمیر کے راجہ کے ہاتھ ۷۰ لاکھ میں فروخت کیا اور یوں علامہ صاحب نے اس وقت کتنے خوبصورت پیرائے میں فرمایا کہ

قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند۔

کشمیریوں میں دو تین قسم کے subjects ہیں۔ جنہیں کلاس اے کلاس بی اور کلاس سی میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ریاست جموں میں مسلمانوں کی آبادی بہ نسبت وادی کے کم ہے۔ جناب والا! جب ہندوستان کی تقسیم کا وقت آیا تو انگریز جس کو ہم ہر وقت سینے سے لگانے کے لیے تڑپتے ہیں جس کی زبان ہم بولنے پر فخر کرتے ہیں جس کی زبان سیکھنے کے لیے ہم قسم قسم کے سکول بناتے ہیں اپنے بچوں پر فخر کرتے ہیں کہ وہ اپنے گھروں میں انگریزی بولتے ہیں اور ہمیں کبھی یہ یاد نہیں رہتا مسلمانوں کی تاریخ میں اگر کسی نے بڑی غداری کی اور بہت زیادہ اس پر زخم لگایا تو وہ انگریز تھا۔ ترکی ایمپائر کو لیجیے۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ کو لیجیے افریقہ میں مسلمانوں کے حالات دیکھ لیجیے مصر سے آتے ہوئے انڈیا سے آگے دیکھ لیجیے اس تاریخ کے صفحے کو پلٹیں تو ہم دیکھیں گے کہ سفید چمڑی والے ہمارے کتنے اچھے دوست تھے اور ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! وہ انگریز جس کے لیے ہم بڑے خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ پھر Common Wealth میں شامل ہو گئے ہیں، ہماری کون سی چیز ،

(بحکم جناب پریذائیڈنگ آفیسر الفاظ حذف کیے گئے)

ہے؛ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی ہے سوائے اس کے کہ ہم ان کی common غلامی میں رہے ہیں۔

جناب والا! تقسیم ہند کے وقت جو قانون پاس ہوا، اس میں یہ طے پایا کہ مسلمان جس علاقے میں آبادی کے لحاظ سے زیادہ ہیں وہ علاقے پاکستان کا حصہ بن گئے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: برہ ور سعید صاحب، آپ نے چند ایک الفاظ ایم این اے کے بارے میں استعمال کئے ہیں اس کے لئے میں یہی خواہش کروں گا کہ

They should be expunged from the record.

انوزادہ برہ ور سعید: جناب مرضی آپ کی، میں نے تو گزارش کرنی تھی اور یہ میرا اب عقیدہ بن چکا ہے۔ بہر حال جناب جب تقسیم ہند کا Indian Independance Act ہمارے یا کسی کے اچھے انگریز دوست نے بنایا تو یہ طے پایا کہ ہندوستان کے وہ علاقے جہاں مسلم آبادی زیادہ ہے وہ پاکستان کا حصہ بنیں گے، اور جہاں غیر مسلم زیادہ ہیں وہ ہندوستان کا حصہ بنیں گے لیکن اس وقت اس ہندوستان میں تقریباً تقریباً کوئی چھ سو ریاستیں تھیں، ان کے متعلق یہ طے پایا کہ اگر وہ چاہیں تو ہندوستان کے ساتھ الحاق کریں اگر وہ چاہیں تو پاکستان کے ساتھ الحاق کریں لیکن یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہمارے بابائے قوم نے ایسے وقت میں وفات پائی کہ ہم ابھی اپنے پاؤں پر کھڑے بھی نہ ہو سکے تھے ان ریاستوں میں سے اکثر ریاستیں ہندوستان کے ساتھ چلی گئیں ہمارے ساتھ جن دو ریاستوں نے الحاق کیا وہ جو ناگڑھ اور مناودر تھیں، ہندوستان کا جس طرح سے کشمیر کے ساتھ جوں کا توں agreement ہوا تھا، اسی طرح سے پاکستان کا بھی کشمیر کے ساتھ جموں کا توں ایگریمنٹ Stand Still Agreement ہوا تھا۔ مگر کشمیری حریت پسند جو ہمیشہ سے یہ کوشش کر رہے تھے کہ کسی طریقے سے راجہ کی حکومت سے چھٹکارا پائیں، اُٹھ کھڑے ہوئے، اس جدوجہد کے نتیجے میں اس وقت کے مہاراجہ یا راجہ نے وادی سے جموں اور جموں سے پھر دہلی میں جا کر پناہ لی، حریت پسندوں نے تقریباً تقریباً سارے کشمیر پر قبضہ کر لیا تھا اس وقت تاریخ کے مطابق ہمارے قبائلی بھائیوں نے خاص طور پر جس

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

علاقے سے یعنی دیر سے اور سوات سے ، میں خوشی سے کہوں گا کہ بڑی کثیر تعداد میں اس جہاد میں حصہ لیا اور جب جونا گڑھ نے ہمارے ساتھ الحاق کیا، تو اس وقت ہندوستان نے اٹھ کر کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا، یہ نہیں ہو سکتا، یہ ہندوستان کی تقسیم کے قانون کے خلاف ہے، کیونکہ جونا گڑھ میں آبادی ہندوؤں کی زیادہ ہے اگرچہ اس کا نواب مسلمان ہے میں اگر اس وقت کچھ عرض کروں تو کوئی ناراض نہ ہو اس وقت نواب صاحب کے دیوان میں کچھ جوان تھے اور میں یہ بتانا چاہتا کہ یہ یہ جوان کون تھے۔ پہلے تو نواب صاحب کو advise دی کہ وہ پاکستان کے ساتھ الحاق کریں اور وہ یہ الحاق کر گئے، لیکن بعد میں انہوں نے یہ ترغیب دینے کی کوشش کی کہ یہ اُن کا اقدام غلط تھا اس لیئے وہ ہندوستان کے ساتھ الحاق کریں در ہیں اثنا پٹیل کو بھی اطلاع دی گئی اور اس نے فوج بھیج کر جونا گڑھ ہم سے چھین لیا حالانکہ India and Pakistan Act. کی رو سے پاکستان کا حصہ بن چکا تھا اس طرح سے یہ حصہ ہمارے پاس نہ رہا۔

جناب والا! کشمیر کا مسئلہ جو تھا، یہ ایک عجیب مخمصہ بن گیا تھا سارے پنجاب کو بھی اس اصول کے مطابق تقسیم کرنا پڑا جس میں یہ طے پایا تھا کہ مسلم اکثریت والی آبادی کا علاقہ پاکستان میں شامل ہوگا اور ہندو آبادی والا علاقہ ہندوستان کا حصہ بنے گا۔ جناب والا! مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان میں اس سے ان دونوں میں جو الجھاؤ پیدا ہوا اس کے لیئے ایک Boundary Commission مقرر کر دیا گیا جس میں شاید دو ممبر ہمارے تھے دو ممبر ہندوستان کے تھے اور اس کا چیئرمین مشہور و معروف بیرسٹر اور جج مسٹر ریڈ کلف جو ہمارے کچھ پاکستانیوں کا دوست تھا۔ اس نے رولز کے مطابق، قانون کے مطابق فیصلہ کیا قانون دان ہوں، قانون جانتا ہوں، میرے دوست بھی جانتے ہونگے کہ قانون کے مطابق جب کمیشن بنتا ہے، تو کمیشن میں فیصلہ majority پر ہوتا ہے۔ جب مسئلہ یہاں پر آیا تو اس وقت برٹش پارلیمنٹ نے۔ جناب آپ یاد رکھئے کہ ایک ترمیم اس ایکٹ میں کی کہ نہیں۔ اس کمیشن کا جو فیصلہ ہوگا وہ وہی فیصلہ ہوگا جو چیئرمین کریگا۔

That will be deemed to be the verdict of the commission or the award of the commission.

جناب والا! صوبے سے ضلع اور ضلع سے تحصیل کی سطح پر آ کر اس بدبخت اسلام دشمن ریڈکلف نے یہ ایوارڈ دیا کہ گورداسپور کا ضلع ہندوستان کا حصہ بنے گا وہی گورداسپور جہاں سے پٹھانکوٹ روڈ کشمیر میں داخل ہوتی ہے اس طرح سے کشمیریوں کے لیے یا مہاراجہ کے لیے وہ راستہ ہموار کیا کہ اب اگر وہ الحاق کرے تو ہندوستان کو یہ حق پہنچتا ہے اور وہ وہاں safely پہنچ سکتا ہے۔ دیکھئے جناب اس میں کیا factors involve ہیں اس وقت ہندوستان کا گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن تھا، وہ بھی انگریز تھا، اس کمیشن میں جو ہمارے ساتھ دو ممبر تھے، ان کے لیے بدقسمتی سے بھی تیار نہیں brief کیا گیا تھا اور اگر تیار کیا گیا تھا تو وہ مشکوک تھا، یہاں میں نام نہیں لوں گا۔ جناب جب مسئلہ کشمیر سامنے آیا، سری نگر میں ہمارے قبائل، ان کے ساتھ اور جگہوں سے اور پنجاب سے بھی کئی حریت پسند پہنچے وہ کشمیر کے قریب پہنچے تو ہندو تلملا اٹھا اور وہ کسی نہ کسی طریقے سے اس میں مداخلت کرنے کی کوشش کرنے لگا، ماؤنٹ بیٹن جو اس وقت وائسرائے تھا، وہ خود لکھتا ہے کہ میں نے ان کو یہ رائے دی ہے کہ فوج تو ہم تب داخل کریں گے جب ہم کشمیر کے مہاراجہ سے الحاق کے دستخط لیں اور جناب دہلی میں بیٹھ کر اس سے الحاق کے دستخط لئے گئے اور یوں جب ہندوستان کے ریڈیو سے سب سے پہلے announcement ہوئی تو کہا گیا کہ Kashmir has acceded to India. اور اسی بات کی آڑ لے کر ماؤنٹ بیٹن کی under command ہندوستان کی فوجیں کشمیر میں داخل ہو گئیں اور air borne فوجیں سری نگر تک پہنچا دی گئیں۔ خوبیٔ قسمت دیکھئے جناب! ہندوستان کا چیف آف آرمی بھی اس وقت انگریز تھا اور پاکستانی فوج کا بھی بدقسمتی سے انگریز تھا، ہمارا دوست ہمارے کامن ویلتھ کا بھائی مسٹر گریسی اس نے وہاں لڑنے سے انکار کیا اور انکار ہی نہیں کیا بلکہ برٹش فوجیوں کو جو ہماری فوج میں تھے۔ انکو نہ لڑنے کا حکم دیا۔ اگر آپ تاریخ پہ نظر دوڑاتے جائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ انگریز آپ کا کتنا خیر خواہ ہے لیکن یہ میں کیوں لگا کہ یہ سفید چمڑی والے ہمارے کتنے خیر خواہ ہیں لیکن پھر بھی ہم اُن پہ بھروسہ کرتے ہیں اور یہ جان کر بھی ہم اپنے آپ کو

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

اور قوم کو دھوکہ دیتے ہیں۔ جناب والا! جب وہاں لڑائی شروع ہوئی کچھ تو ہم پیچھے ہٹ گئے بارہ مولا تک، پھر بھی ہماری یلغار آگے بڑھتی رہی اس وقت ہی ماؤنٹ بیٹن نے نہرو کو بتایا کہ پاکستان ایک ہفتے کے اندر اندر قبائل (ایک لاکھ مسلح افراد) کشمیر میں اُتار سکتا ہے۔ نہرو کانپ گیا کیونکہ وہ ہندو تھا اور وہ اس وقت پرائم منسٹر بھی تھا اور اپنے ملک کا وزیر خارجہ بھی تھا۔ اقوام متحدہ میں complaint کی فریاد کی وہاں کے الفاظ ہیں ۔۔

complaint اور ہم پہ یہ الزام لگایا کشمیر ہمارے ساتھ الحاق کر چکا ہے پاکستان نے اُس پر حملہ کیا ہے قبائل بھیجے ہیں جب ہم نے اس کا جواب دعویٰ داخل کیا اور روئیداد پیش کی کہ جغرافیائی لحاظ سے اور آبادی کے لحاظ سے کشمیر ہمارا حصہ ہے اور ماؤنٹ بیٹن کے اُس وقت کے الفاظ یہ تھے کہ accession ہو چکا ہے لیکن یہ

this accession will be subject to the will of the people of Kashmir.

اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل نے قرار داد پاس کی کہ یہ ایک متنازعہ علاقہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ انڈیا سے اسکی accession کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے وہاں کے عوام جو جنگ سے پہلے وہاں آباد تھے۔ وہی استصواب رائے کے ذریعے سے یہ فیصلہ کریں گے کہ وہ اپنا الحاق ہندوستان سے کرنا چاہتے ہیں یا پاکستان سے کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے ایک Plebiscite Commission مقرر ہوا مجھے یاد ہے اس کا سب سے پہلے جو سربراہ بنا تھا وہ کوئی ایڈمرل تھا اس کے بعد اور بھی آئے اور ایک عارضی ایڈمنسٹریشن بھی اس قرار داد کا حصہ تھی کہ جب تک کوئی فائنل فیصلہ نہیں ہوتا اس وقت تک ایک عارضی حکومت چلے گی جس میں عوام کے نمائندے آبادی کے لحاظ سے اُس میں شامل ہونگے وہ تو آپ بھی اور ہم بھی جانتے ہیں کہ بغل میں چھری اور منہ میں رام رام۔ چانکیہ کے اصول، جہاں کمزور ہو پاؤں پڑو، جہاں طاقتور ہو سر کچلو۔ اُس وقت ہندو کمزور تھا پاؤں پڑا ہم مسلمان تو ہمیشہ فراخدل ہوتے ہیں ہم نے اقوام متحدہ پر یقین کیا انگریز پر اور امریکہ اس کے علاوہ فرانس اور روس پر بھی یقین کیا یہ اُن کے سامنے وعدہ کر چکے ہیں کہ we are bound to honour plebiscite.

اور ہندو بھی اس قرار داد پر وعدہ کر چکا ہے اور پاکستان بھی۔ اور ساتھ ہی اور ممالک نے بھی ہاں میں ہاں ملائی ہے اور plebiscite کی تیاری ہو جاتی ہے ایڈمرل صاحب یہاں

آ جاتے ہیں ہندو آہستہ آہستہ اپنے وعدے سے پیچھے ہٹنا شروع ہو گیا اب یہ پوائنٹ لیتے ہیں کہ bulk of army کا کیا مطلب ہے اور کس طرح سے اسے reduce کیا جاتا ہے پھر وہاں پر Administrative Scheme ہوگی وہ کیسے ہوگی چنانچہ وہ اِدھر اُدھر کرتا رہا اور پاکستان پر مصیبت کے وقت آتے رہے اور ہماری بدقسمتی ہے۔ اور میں اسے بدقسمتی اس لیے کہوں گا کہ میں اگرچہ ایک born مسلم لیگی نہیں ہوں لیکن جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس وقت سے مسلم لیگی ہوں پاکستان مسلم لیگ نے حاصل کیا اور اس وقت حکومت بھی مسلم لیگ کی تھی مگر میں یہ دعویٰ سے کہوں گا کہ cease-fire کی غلطی سب سے پہلی غلطی تھی جس کو میں ہمیشہ موردِ الزام ٹھہراتا ہوں کاش حکومت کسی اور کلاس میں ہوتی تو یہ ہم فیصلہ نہ کرتے اور اگر اس وقت ہم cease-fire پر متفق نہ ہوتے تو اب کشمیر کا جھگڑا نہ ہوتا۔ کشمیر ہمارے پاس ہوتا اور ہمیں بڑے فوائد حاصل ہوتے پھر ہم معاہدہ سندھ طاس میں بھی نہ پھنستے اور نہ ہی وولر بیراج وغیرہ کے مسئلوں میں الجھتے یقین مانیئے چیئرمین صاحب! کشمیر ہمارے ہاتھ میں آتا تو ہندوستان اتنے گھمنڈ میں نہ آتا لیکن اس cease-fire ایک غلطی سے معاملہ خراب ہو گیا جیسے کہتے ہیں کہ بڑے آدمی کی غلطی کے اثرات بھی بڑے ہوتے ہیں اور یہ بڑے اثرات آج ہم تک پہنچے ہوئے ہیں اور ہم face کر رہے ہیں شروع شروع میں جب کشمیری مہاجر ہجرت کرکے انڈیا سے پاکستان آئے اس وقت سے کمیشن کا فیصلہ ہو رہا ہے آج دوسرا کمیشن آرہا ہے بالآخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہاں پر تین انتخابات ہو چکے ہیں اور ایک قانون ساز اسمبلی بھی جموں و کشمیر میں تشکیل کی گئی ہے اور وہاں plebisite بھی کروایا گیا اور جب وہ اقوام متحدہ میں اسے لے گئے تو پھر اقوام متحدہ نے اس پر کہا کہ اس plebiscite کو ہم تسلیم نہیں کرتے اور یہ plebiscite ایسے ہوگا جس طرح ۱۹۴۸ء کی قرارداد میں موجود ہے یا اس سے ظاہر ہوتا ہے لیکن وہ اس بات پر ڈٹے رہے کہ فیصلہ ہو گیا اور اب یہ ہمارا اٹوٹ انگ ہے نہ ٹوٹنے والا حصہ ہے۔ اور ادھر سے ہم خاموشی ہی بیٹھے رہے اپنے جگر کا خون پیتے رہے ایک دوسرے کے گریبان میں ہاتھ ڈالتے رہے کسی کو گرایا اور کسی کو پچھاڑا کسی کو کرسی پر بٹھایا اور کسی کو یہاں سے چلتے کیا۔ کسی کا بیروت میں سر ہانے پر نسر رکھے ہوئے گلا دبایا اور کسی کو یہاں لیاقت باغ میں

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

شہید کیا یہ ہمیشہ ہماری تاریخ ہے کہ صادق اور جعفر بھی ہم ہی سے ہوتے ہیں عجیب بھی ہم میں سے تھا اوروں کا نام میں اس وقت نہیں لیتا وہ بھی ہم میں سے تھا

جناب والا! ۱۹۴۸ کی ہندو پاکستان کی جو لڑائی ہوئی وہ جیتی ہوئی لڑائی تھی اگر وقت آیا تو میں یہ دعویٰ کروں گا کہ میرے ضلع کے ۹۷۵ کے قریب آدمی وہاں کیوں مرے جب انہوں نے surrender کی آڑ میں صلح کرنا تھی تو اتنے قبائل کیوں شہید ہوئے اگر انہوں نے رشتے کے لحاظ سے ہندو کو خوش کرنا تھا تو ہمارا خون کیوں بہایا گیا، کشمیریوں کا خون کیوں بہایا گیا وہ تو بڑے آرام سے بیٹھے ہوئے تھے وہ جنگ ہم میدان میں جیت گئے اقوام متحدہ میں ہار گئے کس کے ذریعے وہ آپ بھی اور میں بھی جانتا ہوں مگر خاموش رہتا ہوں میرے سبھی دوست جانتے ہیں وزراء صاحبان بھی جانتے ہیں۔

پھر خدا نے ۱۹۶۲ء میں ہمیں ایک موقع دیا وہ سنہری موقع تھا ہندوستان اور چین کی لڑائی ہوئی۔ لڑائی ہوئی یا لڑائی چھیڑی گئی۔ بھیڑوں پر کون لڑتا ہے مگر ۔ لڑائی ہوئی ہندوستان کی ساری فوجیں اس طرف جا ئی تھیں امریکہ کا مفاد تھا کہ ادھر جائے کیونکہ ہم اس وقت امریکہ کے ہاتھوں بک چکے تھے ہمیں یہ حکم ہوا نہرو کے ایما پر کہ یہ جنگ چین تک محدود ہے پاکستان ہندوستان پر حملہ نہیں کرے گا یا کم از کم وہ اسلحہ جو کسی کے آقا امریکہ نے ہمیں دیا ہے وہ ہندوستان کے خلاف استعمال نہیں ہوگا اور ان کی پہاڑوں کے لیے جو تربیت یافتہ فوج تھی ان کو اس طرف لڑائی چھڑنے کے خوف سے آزاد کیا جائے اور ہمارے اس وقت کے بادشاہ نے یہ undertaking دی تو وہ جنگ تو وہاں ختم ہوئی مگر یہ سنہری موقع ہمارے ہاتھ سے گیا اور پھر معاملہ چلتا رہا آپ بھی جانتے ہیں میں تاریخ دہراتا ہوں شاید کوئی کم عمر نوجوان ہو جو یہ نہ جانتا ہو یا پھر کوئی ایسے مصروف لوگ ہوں جن کو فرصت نہ ملی ہو کہ اس مسئلے کی طرف توجہ دیں تو ان کے لیے یہ میں دہراتا ہوں یہ جیتی جاگتی تاریخ ہے۔ یہاں کی جناب۔ جناب ۱۹۶۲ کا سنہری موقع بھی گیا۔ ۔ ۔ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اخونزادہ صاحب ٹائم کا بھی تھوڑا سا خیال کریں۔ کیونکہ آپ پہلے سپیکر ہیں اور آپ کے پیچھے ایک لائن ہے سپیکرز کی۔ ہم آپ کو اتنی گنجائش دیتے ہیں کہ نماز کا جو ہم وقفہ کریں گے اس وقت تک آپ بول لیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب جب حکم کریں تو میں بند کر دوں گا۔ میں ایک بات کہوں گا

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ماشاءاللہ ابھی تک زندہ تو ہیں آپ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں عرض یہ کروں گا کہ میں تعمیلِ حکم کروں گا لیکن میری مرضی نہیں ہوگی میں نے یہاں بہت کچھ کہنا ہے میں نے یہ بتانا ہے کہ امریکہ کا کیا ہاتھ ہے میں نے یہ بتانا ہے کہ اس ملک میں ان کے ساتھ کون ملے ہوئے ہیں ابھی تو وہ تاریخ باقی ہے۔ ابھی تو مجھے بولنا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ خوشی سے بولیں جناب۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: بہت شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا! میں عرض کر رہا تھا وشکر ہے میں وکیل ہوں اپنی پٹڑی سے اترتا نہیں ہوں ۶۵ء میں لڑائی ہم نے شروع کر دی ہم نے نہیں، حکمرانوں نے۔ کسی وزیر خارجہ نے، کسی اور وکیل نے وزیر قانون نے مشورہ دیا کہ اگر ہم کشمیر میں مداخلت کریں گے تو ہندوستان بین الاقوامی سرحد کو کراس نہیں کرے گا۔ سبحان اللہ۔ آپ سوچئے کتنے قابل تھے یہ لوگ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر کشمیر میں ہم انڈیا پر حملہ کریں گے تو وہ ہمارے کسی کمزور پوائنٹ پر حملہ نہیں کریں گے حالانکہ اس وقت وزیراعظم شاستری نے کہا کہ

We will choose our own front

اس کے باوجود ہماری آنکھیں بند ہوگئیں یا ہماری آنکھیں بند کروائی گئیں ہم دھوکہ میں آ گئے یا ہمیں دھوکہ دیا گیا دونوں کا احتمال ہے جنگ چھڑ گئی سترہ دن ہم لڑے بے جگری سے لڑے۔ بہت کامیابی ہمیں ہوئی مگر شومئی قسمت۔ اسی طرح ہم نے جا کر اپنے بھائیوں اپنے فوجیوں اپنے بہن بھائیوں کا خون تاشقند کی ٹیبل پر فروخت کر دیا دوبارہ میں کہوں گا کہ

قومے فروختیم وچہ ارزاں فروختیم۔

ہم نے پھر کشمیر کا سودا کیا اس وقت انگریز نے کیا اب کی بار ہم نے کیا کس نے؟ یہ بہت لمبی تاریخ ہے پھر آپ کہیں گے مغرب کی نماز تک۔ میں اس پر اکتفا نہیں

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

کروں گا۔

جناب والا! پھر جب وقت گزرتا گیا میرے دوست گلہ کرنے لگے، میرے حکمران بدقسمتی سے پاکستان کی وہ کلاس جو انگریز نے پیدا کی تھی اور جو اس وقت تک پاکستان پر مسلط ہے وہ یہ کہتے رہے کہ کشمیریوں نے ہمارا ساتھ نہیں دیا وادی میں کوئی نہیں اٹھا۔ جموں میں کوئی نہیں اٹھا۔ ہماری فوج اکیلی کیا کرتی ارے بھائی یہ تو پہلے سے سوچنے کی بات تھی کیا کوئی اتنا قابل نہیں تھا کوئی اتنا وہاں مغز رکھنے والا نہیں تھا کہ وہ یہ دیکھتا کہ جس ملک میں تم داخل ہو رہے ہو، اس کے عوام آپ کا ساتھ دیتے ہیں یا نہیں۔ دیتے اور اگر نہیں دیتے تو کیوں اور اگر دیتے ہیں تو کیسے وہ انہیں گلہ رہا۔ یہی گلہ ۴۸ء میں نہیں تھا اگر وہ کہتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں ۶۵ء میں کسی حد تک صحیح تھا مگر یوں تو نہیں تھا کہ ان کی پشت پر چھرا گھونپ دیتے لاچار تھے بے بس تھے نہتے تھے، کمزور تھے اگر انہوں نے ساتھ نہیں دیا تو مخالفت بھی نہیں کی۔ یہ تو اس وقت سمجھنے کی بات تھی جب انسان planning کرتا ہے کوئی موسیٰ عیسیٰ اس وقت نہیں تھا۔ کیا انہیں نہیں بتا سکتے تھے کہ planning کس طرح ہوتی ہے ہم کیسے آگے بڑھیں گے کیسے withdrawal کریں گے، کس فرنٹ کو ہم دیکھیں گے ہمارا کمزور پوائنٹ کون سا ہے سیالکوٹ ہے یا اور کون سی جگہ ہے بعد میں ان کو خیال آیا لیکن جناب چونکہ ماحول اس قسم کا ہے اور ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم اور حکومت وقت ساتھ ساتھ چلیں تو میں بعض نکات کو touch نہیں کروں گا۔

جانتے ہوئے، اور وہی جناب جو اس وقت کے وزیر خارجہ جو بعد میں ایک بڑی پارٹی کے بانی بھی تھے انہوں نے فرمایا اور صحیح فرمایا کہ کشمیر کا مسئلہ تاشقند کے معاہدے کی رو سے دفن کر دیا گیا ہے اور صحیح کہا اس میں ہم شامل نہیں تھے، کوئی مسلم لیگی شامل نہیں تھا کوئی جماعت اسلامی والا شامل نہیں تھا کوئی اور مسلمان شامل نہیں تھا۔ حکمران طبقے کا حصہ تھا یہ مسئلہ دفن کر دیا اور کشمیری وہاں رگڑا کھاتے رہے اور ہم یہاں مزے کرتے رہے وہی بات ہے کہ نیرو بانسری بجا رہے تھے اور روم جل رہا تھا۔ جناب! خدا نے اس ظالم کو پکڑا اس کے خون میں ایسی بیماری آئی کہ وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

جناب وقت گزرتا گیا انتخابات۔ ۷۰ء میں ہوئے ۷۱ء میں ہم نے انتخابات

کا نتیجہ یا result تسلیم نہیں کیا، غلطی کی، اس کے بعد جنگ چھڑ گئی اس کے بعد کے نتیجے میں یہ ملک دو لخت ہو گیا کیوں؟ میں اس میں بھی نہیں جانا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ حکومت کے ساتھ ہمارا ماحول دوستانہ رہے ان میں جرأت ہو تو اور آگے بڑھیں ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور ایک اور معاہدہ اس کے بعد طے پایا جس کو معاہدہ شملہ یا Simla Declaration کہتے ہیں جو الفاظ اس میں ہیں وہ میں یہاں سنا سکتا ہوں میرے پاس یہاں دونوں معاہدے ہیں اس وقت کے پریذیڈنٹ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب اور ان کی دختر مبارک موجودہ اس ملک کی وزیر اعظم صاحبہ بھی وہاں شملہ میں موجود تھیں اس agreement کی رو سے ہم نے cease-fire line کو تبدیل کر کے control line بنا دیا اس کی بڑی significance ہے cease-fire line اور control line ہے لغوی اور عمومی معنوں میں بڑا فرق ہے میں اسے جانتا ہوں اور پھر اس وقت کے وزیر داخلہ خان عبدالقیوم خان نے ایک جلسہ میں فرمایا معاہدہ تاشقند کی رو سے کشمیر کا مسئلہ تاشقند میں دفن کر دیا ہے۔ اور معاہدہ شملہ، شملہ declaration کی رو سے کشمیر کا مسئلہ وہاں سے اٹھا کر شملہ کی ٹھنڈی پہاڑیوں کے برف پوش پہاڑوں کے نیچے لا کر دفن کر دیا گیا۔ یہ میرے الفاظ نہیں ہیں یہ اس وقت کے وزیر داخلہ کے الفاظ ہیں جناب، اگر وہ میرے صوبے سے تعلق رکھتے تھے تو وہ اور بات ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن یہ معاہدہ جس کو شملہ معاہدہ ہم کہتے ہیں حالانکہ یہ ایک declaration ہے اس کے ہم پابند نہیں ہیں جن حالات میں یہ معاہدہ ہوا جو بھی مجبوریاں تھیں وہ اپنی جگہ۔ لیکن پھر بھی یہ معاہدہ اتنا برا نہیں تھا جتنا تاشقند کا تھا۔ اس میں یہ لکھا گیا تھا

As regards Jammu and Kashmir the recognized position of the parties......

اور پھر اس کے بعد جناب جو بڑی چیز ہے وہ شاید آرٹیکل ۲ ہے یا ۱ ہے کہ اقوام متحدہ کی جو قرارداد میں ہیں ان کے مطابق..... اس میں حوالہ موجود ہے میری زبان کسی کو دیں تب بولیں، وگرنہ اگر یہ زبان اس چیز کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد اور ۱۹۸۹ء میں وہ (راجیو گاندھی) میرا نمک کھا کر یہاں یہ مجھے نہ کہتا کہ مسئلہ ختم ہو گیا ہے رائے شماری کی کوئی ضرورت نہیں وہاں تین بار انتخابات ہو چکے ہیں وہ ہمارا اٹوٹ انگ ہے اتنا بھی تو کہہ جاتا کہ یہ غلط ہے ہم اس معاہدے کے پابند نہیں ہیں یہ زبان میری نہیں تھی جناب کاش اور پورے دستوں کی ہوتی۔ لیکن معاہدہ تو بدستور موجود ہے اور پھر جناب نے

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

اس معاہدے کو لیجیے دوبارہ جو دوست پارلیمنٹ میں کہہ چکے تھے کہ وہ اس معاہدے کا پابند ہے وہ قانون کی اور اس معاہدہ کی کوئی اے بی سی بھی نہیں جانتے غلط ہے۔ اس میں دو جگہ ہے ایک اوپر آرٹیکل ایک میں یو این او کے اور آخر میں recognized position دو جگہ specifically ذکر ہوا ہے اور پھر عملی طور پر ہندوستان drift کرتے کرتے اس سے منحرف ہو گیا ہے جنگی قیدیوں کا مسئلہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں تھا اگر ہمارے قیدی وہاں مر بھی جاتے تو کوئی بات نہ تھی لیکن اگر ہم نے کسی کو خود قید کروایا اور چھڑوایا تو اس میں کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ جناب والا! وہ اس سے اب اسی طرح منحرف ہو گئے ہیں کہ وہ یہ بھی نہیں کہتے کہ ہم شملہ معاہدے کی رو سے آپس میں بیٹھ کر مشورہ کریں گے کہ چونکہ ہم متفق نہیں ہو سکتے اس واسطے ہم ایک ثالث کے پاس لے جائیں گے ایک tribunal کے پاس لے جائیں گے میرے چند دوستوں کے پیارے دوست راجیو یہاں کہنے لگے کہ وہ معاملہ ختم ہو گیا ہے وہاں تین بار انتخابات ہو گئے ہیں اس لیے اس معاملے کو تم اب ختم سمجھو تو یہ کشمیر کے معاہدے سے انحراف نہیں ہے تو اور کیا ہے جناب کشمیر کے معاہدے سے انہوں نے خود انحراف کیا ہے اگر وہ اس کے پابند نہیں ہیں تو ہم بھی پابند نہیں ہیں ہم تو ویسے بھی پابند نہیں ہیں، ہم تو ایسے معاہدے کے پابند ہرگز نہیں ہیں جو بڑے ہی ناسازگار حالات میں ہوا۔ یہ معاہدہ تو نہیں تھا یہ تو declaration تھا معاہدے اور declaration میں بڑا فرق ہوتا ہے وہ بھی پڑھیں وہاں بھی کچھ بے دماغ والے ہیں یہاں بھی لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ دماغ والے ہیں جناب والا! تو یہ کشمیر کا معاہدہ۔۔۔۔

(مداخلت)

اخونزادہ بہرہ ور سعید: تو جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں اب کی بار وہی کمزور کشمیری وہی تعاون نہ کرنے والے کشمیری وہی بندوق کو نہ سنبھالنے والے کشمیری وہی بکے ہوئے کشمیری اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور کس طرح سے قربانی دے رہے ہیں میں اتنا ہی کہوں گا کہ کاش اس وقت بھی ہماری یا میرے دوست حنیف خاں کی حکومت شروع سے کہتی کہ ہاں یہ کچھ وہاں ہو رہا ہے اگر ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن جو ہمیں اتنی بڑی بڑی گالیاں دیتے ہیں جو، ناراض نہ ہوں جناب، ۷ فروری بدھ کا دن ہے گوشت کے ناغے کا دن ہے وہاں گوشت کی دکانیں

کھلی ہوئی دکھا رہے ہیں، واہ واہ عقل کی داد دیجئے، دیکھئے ان ٹی وی والوں کی عقل کی داد دیجئے ان ریڈیو والوں کی عقل کی داد دیجئے۔ اور پھر ہمارے محترم وزیر داخلہ کاش اس کا نام نے کر شرم کے مارے ڈوب مرتے، یہ کچھ تو ہو اتنا ہی تعصب میں انسان کو آگے نہیں بڑھنا چاہیئے جو پاکستان کی شہ رگ کو ہم بھول جائیں ہم نے وہ سب کچھ بھلا دیا۔ کہ نہیں ہم آگے بڑھیں اور اس پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ Joint Session میں ہمارے ساتھ معاہدے کی پاسداری نہ کی گئی لیکن اگر ہماری حکومت مخلص ہے اور کشمیر کے مسئلے میں آگے بڑھتی ہے ان لائنز پر جن لائنز پر حکومت کو بڑھنا چاہیئے ہم اس کا ساتھ دیں گے اور ان سے انشاءاللہ تو قدم آگے بڑھیں گے یہ حکومت کریں اور منصوبہ بندی کریں ہم عمل کریں گے لیکن میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں: مجھے یقین نہیں آتا۔ پتہ ہے کیوں؟ یا تو میں بڑا شکی مزاج ہوں، وہ تو میں نہیں ہوں کہ یہ الفاظ جو اب آ رہے ہیں کاش پہلے بھی آتے یہ جو ٹی۔ وی پر اور ریڈیو پر جو آج کچھ ہو رہا ہے ٹھیک ہے اب ہو رہا ہے ہم خوش ہیں کاش یہ اس وقت بھی ہوتا تو کشمیری اور آگے بڑھتے۔

جناب کشمیر کے مسئلے میں اس وقت بظاہر میں یہ لفظ ضرور کہوں گا بظاہر ہماری حکومت اب interest لے رہی ہے اس کے لیئے جو طریقے، اس حکومت نے بظاہر اختیار کیے ہیں ان کے علاوہ ایک طریقہ اور ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر ممالک یا جو دوست ممالک ہیں ان کے سامنے کشمیر کا مسئلہ پیش کرنا چاہیئے میں نے یہی اپنے دوستوں کو کہا کہ آپ کچھ نہ کیئے یاد رکھیئے کہ اس مسئلے کو یا اقوام متحدہ کی قرار دادوں کو ۴۲ سال ہو گئے ہیں ان ممالک میں جو ۴۲ سال پہلے پیدا ہوئے ایک سال ان کو بھی کشمیر کے مسئلے کا پتہ نہیں ہے جو بعد میں پیدا ہوئے ان کو بھی پتہ نہیں ہے جو اگر اب بھی ہیں بوڑھے ہیں ان کو بھی اس سے کوئی انٹرسٹ نہیں ہے آپ اتنا کریں کہ وہ قرار دادیں اور اس وقت کی جو نہرو کی شکایت تھی ان کے وزیر خارجہ کی اور اس وقت جو نمائندہ تھے (شاید نام مجھے بھول گیا ہے) ان کے وہ بیانات اور ہمارے اس وقت کے وزیر خارجہ کے بیانات وہ سب ہر ایک ملک کی زبان میں ترجمہ کر کے ان ممالک کے سامنے پیش کیجئے یہ آپ کا بڑا مضبوط case ہے

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

خدا کے لیے ہمارے لیے تو بڑے بڑے Penal Code کی دفعات ڈھونڈی جاتی ہیں ہمارے لیے تو ایک اٹارنی جنرل صاحب بارھویں دن بلوچستان اسمبلی کو ایڈوائس دیتے ہیں اس میں اتنی عقل نہیں ہے کہ خدا کے لیے اس کا کم از کم ترجمہ کر کے وہاں بھیج دو ہمارا کیس بڑا مضبوط ہے اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو ہم پر اعتماد کر لے۔ اگر ہم اس حکومت۔۔۔ ویسے میں کہتا ہوں کہ ہم اس حکومت کا اس مسئلے میں ساتھ دیتے ہیں لیکن اگر یہ ہم پر اعتماد کریں تو انشاءاللہ بیرونی ممالک میں ہم جا کر کشمیر کا یہ کیس بھی پیش کریں گے اور اس ملک کے حالات اس کے تعلقات دیرینہ اور موجودہ ان کو بھی پیش کریں گے لیکن ہم بڑے بدقسمت ہیں کہ جن کے لیے ہم لڑتے رہے جن کے سر پر ہم نے بہت سی دشمنیاں مول لیں انہوں نے بھی ہمارا ساتھ نہیں دیا کیوں نہیں دیا کیونکہ ہماری کوئی خارجہ پالیسی نہیں ہے ہماری خارجہ پالیسی ناکام ہوئی کاش ہمارے وزیر خارجہ ہوتے میں مبارک باد دیتا کہ وزیر خارجہ صاحب مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ وکیل بھی ہیں ایک کیس کے نہ ہوتے ہوئے آپ نے کیس بنا دیا آپ کی فارن پالیسی نہ ہوتے ہوئے آپ نے اس کو فارن پالیسی بنا دی، صاحب کیا فارن پالیسی ہے ہمارے اسلامی ممالک کے جو دوست تھے وہ کیوں چپ ہو گئے اسلامک ایسوسی ایشن کیوں خاموش ہے فلسطین کے لیے جو ہم اتنا تڑپتے ہیں کہ اس کے سربراہ کو یہاں بلا کر ہم سر پر بٹھاتے ہیں وہ کہتے ہیں میں نہیں سمجھتا۔ I don't know".......

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نماز کا وقت ہو رہا ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں آپ کی اجازت سے نماز کے بعد بھی تقریر جاری رکھوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس سے پہلے میں گزارش کروں گا جو فہرست مجھے مقررین کی مہیا کی گئی ہے اس کے مطابق آپ کے بعد پروفیسر خورشید احمد، میر یوسف علی خان مگسی جناب حسن اے شیخ، نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی، ڈاکٹر محبوب الحق ہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: پروفیسر خورشید احمد صاحب کو کل موقع دیجیے اور مجھے اجازت دیں کہ میں اپنا پورا وقت لے لوں۔

Mr. Presiding Officer: The House is adjourned for Maghrib prayers and will meet again at 6.20 p.m.

Akhunzada Behrawar Saeed: And I will continue, Sir.

(The House adjourned for Maghrib Payers)

[The House re-assembled after interval with Mr. Presiding Officer (Mr. Abdur Rehman Jamali) in the Chair].

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: جناب بہروور سعید صاحب میری گزارش یہ ہے کہ دس منٹ تک ختم کر دیں۔

اخونزادہ بہرور سعید: جی کوشش کی جائے گی۔ بہرحال ایک شعر عرض ہے۔

اہل حق منزل پہ پہنچیں گے اگرچہ آج ہی
راستے پُرخار ہیں قدموں تلے بارود ہے،

جناب، میں عرض کر رہا تھا کہ اس مسئلے کے حل کے لیے اس وقت حالات کے مطابق ہمارے سامنے کئی منصوبے ہیں، میں کوشش کروں گا کہ ان کو ایک ایک کر کے آپ کے سامنے پیش کروں۔

نمبر ایک ہوم فرنٹ، جنگ تو ہم نہیں چاہتے اور مجھے یقین ہے انشاءاللہ کہ وہ ہندوستان ابھی ایسی نادانی نہیں کرے گا لیکن خدانخواستہ کبھی موقع آ گیا جیسے پہلے بھی ہم توقع نہیں کرتے تھے ہمیں ہوم فرنٹ پہ سب سے پہلے توجہ دینی چاہیئے۔ سندھ کے حالات پہ خصوصاً توجہ دینی چاہیئے، اب وقت کا تقاضا یہ ہے کہ جو ظالم ہے اسکی منت کریں جو مظلوم ہیں انکے سر پہ ہاتھ پھیریں دونوں کو خدا کا واسطہ دے کر اس ملک کی بقاء کا واسطہ دے کر راضی کریں ہمارے پشتو میں کہتے ہیں "ٹمکہ کریں" ceasefire کریں Stand Still کا agreement کریں اور پنجاب بلوچستان میں بھی ایسا کریں اس ملک میں مکمل طور پر یکجہتی کا مظاہرہ کرنا ضروری ہے آجکل کراچی میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو ہو رہا ہے۔

[Akhunzada Behrawar Saeed]

اسکو بغیر اس کے کہ اپیل کس نے کی ہے، کس نے جواب دیا ہے یہ ہمیں چھوڑ دینا چاہئے میری
محترمہ سے یہ عرض ہے کہ میڈم پرائم منسٹر! اگر سندھ آپ کا اپنا صوبہ ہے جائیے وہاں ہیڈ کوارٹر
قائم کیجئے کسی کی بہن بن کر، کسی کی بیٹی بن کر، کسی کی ماں بن کر انکے گھر جائیے، اس طرح آپ
کی شان بڑھے گی یہ جو کچھ آپ کریں گی اس ملک، اسلام اور اس قوم کے لیے کریں گی۔ اُمہ
کے لیے کریں گی الحمدللہ ہم بھی جیسے پاکستانی انشاءاللہ جب آپ کو اس میدان میں دیکھیں گے تو ہر کسی
جماعتی بندش کے بغیر آپ کا ساتھ دینے کے لیے نہیں بلکہ خون بھی دینے کے لیے تیار ہوں
گے اس ہوم فرنٹ کے بغیر ہم آگے بڑھ نہیں سکتے۔ اگر آگے بڑھیں گے جو کچھ کہیں گے میں
یہ کہوں گا یا تو ہم جھوٹ بولتے ہیں یا ہم خوش فہمی میں مبتلا ہیں یا ہم جانتے ہوئے بھی ایسا کرتے
ہیں اس کے بغیر نہیں ہوگا جناب چیئرمین! اس لیے سب سے پہلی توجہ جس طرح اپوزیشن
کو بریف کیا، لیڈروں کو جوائنٹ ہاؤس میں بریف کیا، اس کو اعتماد میں لیا آپ اس قوم پر اعتماد
کریں۔ وہ بھی وقت میں آپ کو یاد دلاؤں کہ ۱۹۶۵ء کو ۶ ستمبر سے پہلے ہم اسی طرح سے بٹے ہوئے
تھے ہم ایوب خان کے خلاف صف آرا تھے جو منہ میں آتا تھا اس کو کہتے تھے گھیراؤ جلاؤ تھا۔
لیکن جب ہم پر حملہ کیا گیا مجھے اچھی طرح سے یاد ہے جناب چیئرمین! گیارہ بجے دن کا وقت
تھا جب ایوب خان نے ریڈیو پاکستان پر نشری تقریر کی اور اس نے ایک لفظ استعمال کیا
میں چاہتا ہوں وہ لفظ آج پرائم منسٹر بھی استعمال کرے اس نے کہا اے ہندو تم نے کس
قوم کو للکارا ہے خدا کی قسم ہمارے دل کی ساری نفرتیں اس کے لیے ختم ہوگئیں۔ مخالفت
ختم ہوگئی اور ہم آگے بڑھے۔ میرے شہر پشاور میں ۱۷ دن میں ایک چوری نہیں ہوئی پولیس
ترستی رہی کہ چوری بھی نہیں ہوتی، ہم کیا کھائیں گے چور چوکیدار بن گئے۔ ایسا ماحول پیدا کریں۔
جناب محترمہ آپ تو کراچی declaration کے لیے گئی ہیں لوگوں کے پاس اب آپ
اس ملک کے مفاد کے لیے جائیے۔ اگر آپ کہیں گی تو ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے آپ
ان سے مصالحت کی بات کریں گے ہم ان کے پاؤں پڑیں گے چاہے وہ حق پر ہے چاہے
ناحق پر ہے۔ جی ایم سید سب سے اچھے پاکستانی مسلم لیگی تھے وہ کیوں ناراض ہیں اس کی وجوہات
معلوم کیجئے۔ ان کی شکایات رفع کیجئے۔ وہ اسی طرح کا بہترین پاکستانی بن سکتا ہے جس طرح
کا تھا۔ کوئی بھی اپنے ملک میں اپنے ملک کی مخالفت نہیں کر سکتا جب تک ہم اسکو اس پر مجبور نہ کر دیں۔

اس لیے جناب پہلی گزارش میری یہ تھی کہ ہوم فرنٹ کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ اپنی انا اپنی عزت، اپنا مرتبہ اپنی جاہ یہ سب کچھ نظرانداز کر کے اس ملک کو دیکھئے پاکستان کے پاس کشمیر آئے گا۔ انشاء اللہ آئے گا ضرور آئے گا اس وقت کشمیر جاگ اٹھا ہے۔ ہر کشمیری، کشمیری لفظ سے میرا مطلب جناب والا! صرف مسلمان نہیں دیکھئے یہ ہندو کی چال ہے دیکھئے پھر امریکہ کی چال ہے انگریز کی چال ہے مسلمان، آزادی پسند یا الگ ہونے والے۔ وہاں مسلمان نہیں لڑتے، وہاں تو پنڈت بھی لڑتے ہیں وہاں ڈوگرے بھی لڑتے ہیں وہاں سارے کشمیر کے عوام اس وقت اٹھ کھڑے ہوئے ہیں صرف مسلمان نہیں اٹھے ہیں مگر یہ مغرب کا ایک پروپیگنڈہ ہے جناب میں عرض کر رہا ہوں کہ کشمیر تو آزاد ہو جائے گا انشاء اللہ، اور کشمیر پاکستان بنے گا پھر جب وہ اکیلا اپنا خون دے گا میری مدد کے بغیر تو پھر وہ آزاد ہو جائے گا اور جب آزاد ہو گا تو اس کی مرضی، وہ مرضی ہمارے لیے آگے جا کر کچھ نہیں ذرا جغرافیہ پر پھر توجہ دی جائے جناب چیئرمین صاحب ناراض نہ ہوں کشمیر پاکستان کا حصہ بنے گا تو پانچوں دریا ہمارے قبضے میں آجائیں گے اب ہندو، وہ ہندو نہیں رہا۔ میں تو سکھ کو جانتا ہوں مگر اس وقت یہ کہوں گا کہ سکھ بھی زندہ باد۔ جب تک خالصتان کا مسئلہ ہے وہ آپ پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہ خدا نے ایسا سنہری موقع بنایا ہے دیکھیں کشمیر کی عورتیں کس طرح سے آگے بڑھتی ہیں کس طرح سے بچے خون دے رہے ہیں۔ کیا کہتے ہیں آپ ہر ایک خون آواز دیتا ہے کہ کشمیر آزاد ہو گا تو جناب اس ہوم فرنٹ کے لیے، یہ میرے بھائی دوست وزیر صاحب ہیں یہ میرا پیغام پہنچائیں گے خدارا انا، رتبہ یہ سب بھول جائیے۔ اگر آپ وزیراعظم ہیں تو وزیراعظم کی حیثیت سے بھی، اگر آپ دفتر پنجاب میں ہیں تو آپ دفتر پاکستان بھی ہیں۔ دفتر سندھ بھی ہیں۔ دفتر سندھ بن کر جائیے کوئی ایسا سنگدل باپ نہیں ہو گا، سنگدل بھائی نہیں ہو گا سنگدل بیٹا نہیں ہو گا جو آپ کے اپنے گھر جل رہے ہوں آپ کے سر پر دھبہ نہ ڈالے۔ پشتو میں ہمارا دو چار ٹکا ثابت ہی اہم ہے آپ جانتے ہیں بلوچی میں اور پشتو میں بہت بڑی چیز ہے لہذا ایک یہ کہ ہم سب سے پہلے اس پہ توجہ دیں، ہم پر اعتماد کریں ہم پہ نہ کریں تو ہمارے اس جذبے پہ کریں کہ ہم اس ملک

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

کے لئے جیتے ہیں مرتے ہیں اس ملک کے لیے ہم سب کچھ کریں گے اگر کوئی کہے کہ یہ بے غیرت ہے تو وہ بے غیرتی ہمیں قبول ہے۔

جناب نمبر ۲ خارجہ فرنٹ میں مانتا ہوں کہ خارجہ فرنٹ پر کچھ حرکت ہو رہی ہے لیکن میں پھر کہوں گا کہ مجھے ان شہزادوں پر یقین نہیں ہے ان پانچ پاریوں پر، جو باہر جا رہے ہیں، مجھے ان پر اعتماد نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا وہ وہاں جاکر کیا کریں گے۔ ان کے ساتھ کم از کم اپوزیشن کا ایک نمائندہ تو ہونا چاہیئے تھا جو اعتماد والا اپوزیشن ہو، بکنے والا نہ ہو کہ وہ سنے دیکھے کہ یہ کیا پیغام دے رہے ہیں کیونکہ مجھے، مجھے نہیں تو میرے دوست نواب صاحب کہتے ہیں ہو سکتا ہے وہ وہاں جاکر کوئی گانا سنائیں کسی کھانے کی تعریف کریں اس لئے ہمارے شک کو رفع کرنے کے لئے، حالانکہ ہمیں ان وزیروں پر بھی شک نہیں کرنا چاہیئے مگر کیا کریں حضور، under nineteen ہیں ان کو تجربہ بھی نہیں ہے۔ حنیف خان ہوتے تو اور بات تھی وہ میرے جیسے بوڑھے تو نہیں ہیں مگر انہیں کچھ تجربہ تو ہے ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جناب حنیف خان صاحب آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں کیونکہ آپ کے بعد ان کی تقریر کی باری ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب اگر میرے بعد ان کی باری ہے تو ان کے جتنے منٹ ہیں وہ میرے ذمے لگا دیں جناب۔ میرا حق بنتا ہے ان پر اور اس طرح سے ڈاکٹر صاحب ہیں جناب میں عرض کر رہا تھا کہ دوسرا فرنٹ ہمارا ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہرہ ور سعید صاحب میں گزارش کروں گا کہ آپ پانچ منٹ میں تقریر مکمل کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میں آپ سے ایک عرض کروں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آج میری پوزیشن ہے عرض کرنے والی۔ اگر آپ اسے منظور کریں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: جناب میری گزارش یہ ہے کہ ہم تو چراغ سحری ہیں خدا را

اتنا چلنے دو جب تک باد سحر آ کر ہمیں گل نہ کر دے۔ بولنے دیں۔ کیا ہے بولنے میں میرا جی ٹھنڈا ہو جائے گا۔ لوگ سن لیں گے۔ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ آپ اس پارلیمنٹ کا اجلاس دس دن مزید کر لیجئے آپ اس سینیٹ کو بیس دن اور رکھیئے۔ کس موقع پر آپ وقت دیں گے۔ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گا جناب یہ بیس، چوبیس تاریخ والی بات چھوڑیئے۔ اس مسئلہ پر جب تک بحث ہو، ہر ایک کو موقع دو، پورا پورا کہ وہ دل کھول کر رہے اور اگلے دن جمالی صاحب بھی بولیں۔ انشاءاللہ۔ پھر چیئرمین صاحب آپ کی باری ہے پھر میں کہوں گا۔ اس لیے جناب ذرا صبر سے سنیئے۔

جناب میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمیں اس میں کوئی عار نہیں ہے بھائی کوئی خارجہ پالیسی نہیں ہے اور اگر ہے تو ناکام ہو چکی ہے دوستوں نے ہمارا ساتھ نہیں دیا۔ کیوں نہیں دیا۔ یہ وہ بھی جانتے ہیں اور ہم بھی جانتے ہیں لیکن میں کہنا نہیں چاہتا اس واسطے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم یکجہتی کے ساتھ آگے بڑھیں۔ مسلم ممالک میں سے ایران کو میں سلام کرتا ہوں اس نے خوب کھل کر ہمارا ساتھ دیا، ترکی نے ساتھ دیا، سعودی عرب بھی نیم دلانہ طور پر بعد میں آیا اور ممالک بھی اس میں آ رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ۔ جب ہم جنبش کرتے ہیں تو حرکت میں برکت ہے حضور۔ لوگ ہمارے پاس آئیں گے۔ چین ہمارا بڑا با اعتماد دوست ہے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بالآخر کشمیر ہمارے پاس آئے گا کابل پر تو انشاءاللہ جیت ہماری ہو گئی۔ کوئی خوش ہو یا ناراض ہو اور اس کے بعد آپ ازبکستان کو دیکھئے ترکستان کو دیکھئے آذربائجان کو دیکھئے، یہ آپ کا ایک مکمل بلاک بنے گا اسلامی بلاک، ایران اور ترکی کا اتنا بڑا اسلامی بلاک بنے گا کہ پھر انشاءاللہ یہ جو اب چھوٹے دوست ہیں امریکہ انگریز فرانس کی طرح سب پھر یہ کوشش کریں گے کہ یہ ہمارے سچے دوست بنیں۔ اور اگر کشمیر ہمارے ہاتھ نہیں آیا خدا نہ کرے خدا نہ کرے تو جو چھوٹے ممالک ہیں، سارک کے ممالک کا اعتماد ہم پہلے کھو چکے ہیں بقایا اعتماد بھی ختم ہو جائے گا اور اگر اس فرنٹ پر یہ جنگ خدانخواستہ اچھی طرح سے نہیں لڑی تو پھر ہم بھی اٹھیں گے، ہم گلی گلی آواز لگائیں گے کہ ہم نے ساتھ دیا انہوں نے غلط کیا۔ ہم ساتھ جانے کے لیئے تیار تھے انہوں نے ہمیں ٹھکرایا۔

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

ہم نے پیشکش کی انہوں نے قبول نہیں کی ہم نے اگریمنٹ کیا تم نے اس سے انحراف کیا لیکن ہم یہ نہیں چاہتے۔ ہم کہہ تو بہت کچھ سکتے ہیں کہنے کو ہمارے پاس بہت کچھ ہے لیکن ہم یہ نہیں چاہتے۔ خدا یہ موقع نہ لائے۔

جناب والا! کس چیز سے ہم خوف زدہ ہیں کیوں ہم اس مسئلے کو اقوام متحدہ میں نہیں لے جاتے کیا اب اقوام متحدہ میں اس مقدمے کے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے کیا اس میں قرارداد پیش کرنے یا پاس کرانے کی ضرورت نہیں ہے چیئرمین صاحب! اب تو implementation کا وقت ہے۔ اس قرارداد پر عملدرآمد کا وقت ہے ہمیں کہنا چاہیئے کہ حضور یہ آپ کی منظور کردہ قرارداد ہے یہ پاس ہو چکی ہے آپ نے اس کے لئے کمیشن مقرر کیا ہے آپ نے اس کے لئے یہ فیصلہ کیا کہ وہاں plebiscite ہوگا وہاں کے لوگ بھی اس قرارداد کو مانتے ہیں ہم بھی مانتے ہیں آپ بھی پابند ہیں تو آئیے اس کو آپ implement کریں۔ اس میں کوئی مشکل یا الجھن والی بات نہیں ہے اگر ان کے منہ میں زبان نہیں ہے تو ہم کو لے جائیں ہم وہاں یہ کہہ دیں گے اب تو اس میں کوئی بحث کی ضرورت نہیں ہے حضور کہ ہم کہیں کہ امریکہ ہمارا ساتھ نہیں دے گا، کون امریکہ؟ امریکہ ہمارا ساتھ نہیں دے گا، مجھے اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ امریکہ ہمارا ساتھ دے گا، کبھی نہیں ساتھ دے گا کیوں دے گا اس کی global policy ایسی ہے کہ وہ ہمارا ساتھ نہیں دے سکتا وہ اسرائیل کو ناراض نہیں کر سکتا وہ ہندوستان کو ناراض نہیں کر سکتا وہ ہمیں جنوبی ایشیا میں دھکیل چکا ہے وہ sphere of influence تبدیل کر چکا ہے اب میرے ان حکمرانوں کا سولارز کیوں نہیں آتا اب وہ دوسرا کیوں نہیں آتا، اب کیوں shuttling نہیں ہوتی جب میرا ملک جل رہا ہے جب میرا کشمیر جل رہا ہے میرے بھائی بہنوں کی بے عزتی ہو رہی ہے اب سولارز کہاں گیا، یہ یہود کا ایجنٹ کہاں گیا۔ جو کہتا ہے کہ اگر یہ ثابت ہوا کہ پاکستان اس میں ملوث ہے تو میں اس کو وہ سبق سکھاؤں گا کہ یہ یاد رکھے گا، میں سولارز کو کہوں گا کہ او ہندو اور اسرائیل کے ایجنٹ، اتنے دن تم آئے اور ہم نے تمہاری مہمانداری کی اب پاکستان میں قدم رکھا تو میں آواز دوں گا کہ اسے روک لو اور تمہیں روک

لیا جائے گا۔

ہمیں جناب والا! امریکہ پر مزید اعتماد کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں سدس سے بھیک نہیں مانگنی چاہیئے یہ کشمیر کی لڑائی لڑ رہے ہیں اور یہ کشمیر کی لڑائی نہیں ہے، یہ ہماری لڑائی ہے ان کی زندگی اور موت کا سوال ہے پاکستان کی بھی زندگی اور موت کا سوال ہے میں اس دن کی briefing سے ایک لفظ دیتا ہوں باقی تو وہ secret ہے ہم پر اعتماد کیا گیا وہاں ایک صاحب نے فرمایا کہ کشمیر کو مدد کی ضرورت ہے بڑے خوبصورت الفاظ اس صاحب نے کہے اب مدد کیسی ہو یہی تو مدد ہے کہ ہم ٹی وی پر بول رہے ہیں یہ بھی مدد ہے کہ ہم ریڈیو پر بول رہے ہیں اخباروں میں بھی اس کو بڑی بڑی شہ سرخیوں سے دکھا رہے ہیں جہاں تک ان چیزوں کا تعلق ہے درست ہے، اچھا ہوا اس سے ذرا آگے بڑھیں اس کو ذرا اور مہربانی سے آگے بڑھائیں وہ جو ہمارا وقت ہے وہ جو ہمیں گالیاں دینے کا وقت ہے وہ ہم چھوڑ دیتے ہیں اس وقت بھی یہ ان کی بات کریں وہ ہم چھوڑ دیتے ہیں کوئی بات نہیں کسی اور وقت سہی۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Presiding Officer: I give you another five minutes ...hrawar Saeed Sahib.

Akhunzada Behrawar Saeed: I hope you will go on ...tending it.

تو جناب والا! ایک تو میں سینیٹر ہوں پھر سینیٹ کی ...oreign Relations Committee کا چیئرمین ہوں۔ اس وقت فارن پالیسی پر بول رہا ہوں میرا حق بنتا ہے زیادہ بولنے کا وزیر خارجہ کے بعد یا اس سے پہلے ذمہ داری میری زیادہ بڑھ جاتی ہے

جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ جو Emissaries اور سرکار سے بھیجے گئے کیا پیغام بھیجا ہے میرا ایک دوست میرے کانوں میں کہہ رہا ہے کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اخبار وغیرہ میں یہ ہندوستان کی اجازت سے ہو رہا ہے چلو ہندوستان کی اجازت سے ہی سہی کسی کو کیا پتہ کہ صحیح ہے کہ جھوٹ ہے چلو اجازت سے ہی سہی، کر تو رہے ہیں

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

مدد کیسے کی جاتی ہے جناب، صرف لفظوں سے کشمیریوں کا پیٹ نہیں بھرے گا ان لفظوں سے صرف میری بہنوں کے سر پر دوپٹہ نہیں پڑے گا، کسی کا سہاگ لٹ گیا تو وہ واپس نہیں آئے گا کسی کا بچہ مر گیا تو وہ واپس نہیں آئے گا، کسی کا باپ مر گیا تو یتیم کی تسلی کے لیے کوئی نہیں آئے گا، انہیں مادی مدد کی ضرورت ہے اور جناب چیئرمین! اگر ہم اس خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ ہم ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ ہندوستان یہ نہ کہے کہ ہم اس میں involve ہیں بھائی وہ تو کہتا ہے۔ آپ اس میں involve ہوں یا نہ ہوں اس نے آپ کو involve کروایا ہے، امریکہ کے سولارز نے آپ کو involve کروایا ہے اور ہم involve ہیں یہ disputed area ہے یہ اس کا اندرونی معاملہ نہیں ہے جس طرح سے وہ اپنا حق جتاتا ہے اسی طرح سے میں اپنا حق جتاتا ہوں اور میرے ساتھ کشمیری بھائی بھی اپنا حق جتاتے ہیں ان کو مادی امداد کی ضرورت ہے مادی امداد کے متعلق سوچیں موجودہ حکومت سے میں عرض کروں گا اگر آپ کو پیسوں کی ضرورت ہے تو میری طرف سے میرے پاس جتنی جائیداد ہے میں اس کے لیے وقف کرتا ہوں اور کپڑے بھی اتار کر دیتا ہوں پھر ننگا جا کر لڑوں گا اسی طرح سے ہمارے ساتھ بہت سے دوست ہیں، عملی امداد کی مادی امداد کے بہت سے طریقے ہیں ان طریقوں کو بروئے کار لائیں، ان وسائل کو استعمال کیجئے افغانستان میں بھی تین سال تک کوئی ہمارے ساتھ نہیں تھا جب وہ ڈٹ گئے انہوں نے دیکھا کہ پاکستان میں ایک صلاح الدین ایوبی آیا ہوا ہے وہ لڑتا ہے تو ہمارے ساتھ آئیں۔ انشاءاللہ پھر وہ ہمارے ساتھ آئیں گے جب دیکھیں گے کہ کامیابی اور کامرانی ہمارے قدم چومنے والی ہے۔

جناب والا! اگر موجودہ حکومت سے یہ کام بننے والا نہیں ہے اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس کام سے ہندوستان کو ناراض نہیں کر سکتے تو پھر اس کے لیے دو راستے کھلے ہیں ایک بڑا شاندار طریقہ، استعفیٰ دے کر پیچھے ہٹ جائیے، ۱۹۳۹ کی جنگ میں کیا ہوا اس وقت برطانیہ کا وزیر اعظم کون تھا اور پھر جب جنگ شروع ہو گئی پھر کون آیا اور اگر یہ ان کو نہیں منظور تو پھر ایک national government form کیجئے اور قومی حکومت میں

سب پارٹیوں کو شریک کیجئے انشاءاللہ یہ بیڑہ پار ہو گا یہ مقصد پورا ہو گا یہ آپ اکیلے بھی کر سکتے ہیں آپ ان کے ساتھ مل کر بھی کر سکتے ہیں لیکن مطلب چاہنے کا ہے اگر ارادہ کریں پختہ ارادہ کریں اس پر عمل کرنے کے لیئے، آپ آمادہ ہوں تو راستے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔ اللہ تعالےٰ مدد کرتا ہے اللہ تعالےٰ ہمیں کامیابی دے گا۔

جناب والا! تیسرا مسئلہ ہے کشمیریوں کے ساتھ مدد کا۔ میں نے لفظ استعمال کیا مدد کا اس لیئے کہ کشمیری کب تک نہتے اس طرح لڑیں گے اس وقت وہاں ہندوستان کی کتنے ڈویژن فوج موجود ہے Para-military ہے Security Force ہے Air Force ہے ٹھیک ہے اپنی سرحدوں پر ہماری بڑی فوجیں ہیں لیکن وہ تو ہماری سرحدیں ہیں سرحد پار بھی دیکھیں کہ کیا ہو گا یہ لوگ پھر نہیں اٹھیں گے۔ "Now or nover" نہ کشمیری پھر اٹھے گا کیوں کہ زندہ نہیں بچے گا نہ پاکستان کو یہ موقع آئے گا خدا ہر وقت موقع نہیں دیتا۔ ۱۹۴۸ میں چانس دیا ہم نے کھو دیا، ۱۹۶۲ میں chance دیا ہم نے کھو دیا، ۱۹۶۵ میں chance دیا ہم نے کھو دیا اور اب پھر دیا ہے اور اب تو بہترین موقع ہے۔ اس میں ہر ایک کشمیری نے اور آزاد کشمیر نے بڑا اہم رول ادا کیا ہے یہ زمین سے خود بخود تحریک نہیں اٹھی ہے۔ مسلم کانفرنس نے بڑا کام کیا ہے میں مسلم کانفرنس کے کارکنوں اور عہدہ داروں کو سلام کرتا ہوں مبارک باد دیتا ہوں ایک اور عرض میں وہاں کے اپوزیشن لیڈروں کو کروں گا کہ ایسی باتیں نہ کیجئے جو ناممکن ہوں ایک صاحب نے فرمایا کہ ہم ایک لاکھ کمانڈوز بھیجیں گے ذرا سوچئے، میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک لاکھ کمانڈوز دنیا میں بھی نہیں ہیں کمانڈوز کو تربیت دینا اور تیار کرنا بہت مشکل کام ہے خدا کے واسطے ایسے ویسے دعوے نہ کیجئے، ہندوستان کہے گا یہ ہو رہا ہے وہاں اور آپ جھوٹ بولتے ہیں وہ صاحب خود بھی کشمیر کی لڑائی میں حصہ لے چکے ہیں اب ایسے ہی ایک بیان داغ دیا ایسے بیانات نہ دیئے جائیں۔ اس لیے میں عرض کر رہا ہوں جناب ہمارے پاس تو retired military commandos بھی ہیں ہمارے پاس retired Colonels بھی ہیں ہمارے پاس retired Generals بھی ہیں سپاہی بھی ہیں، کسی کو ہم discharge بھی کر سکتے ہیں کسی کو ہم نکال بھی سکتے ہیں سب کچھ ہو سکتا

[Akhuzanda Behrawar Saeed]

ہے۔ If there is a will.

جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ تین front ہیں internal front، external front اور کشمیریوں کی مدد کا فرنٹ جہاں کام کرنے کی سخت ضرورت ہے اس کے بغیر یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ جناب والا! گو کہ مجھے اب بھی یقین نہیں آتا اپنے دل کے بہلانے کے لیے کہہ دیتا ہوں کہ ہاں یہ حکومت اس اقدام کے لیے بھی تیار ہو گی لیکن اگر یہ حکومت اور front benches پر بیٹھنے والے وزراء صاحبان کشمیریوں کا ساتھ دینے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ تو آپ سے بھی ہم درخواست کرتے ہیں اور آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ ہماری راہنمائی کریں گے اور اگر آپ ہمارے راستے میں چٹان بنیں گے تو خدا کی قسم ہم اس چٹان کو پاش پاش کر دیں گے ہم کشمیریوں کا ساتھ دینگے ہم نے فیصلہ کیا ہے ان کو کپڑوں کی ضرورت ہے خوراک کی ضرورت ہے اسلحے کی ضرورت ہے دوائیوں کی ضرورت ہے ان کو رسل و رسائل کے ذرائع کی ضرورت ہے یہ سب کچھ آپ کے پاس ہے کیجئے آپ کے بس میں ہے میں نہیں مانتا کہ آپ کے بس میں نہیں ہے جناب والا! کوئی ایسا وقت آجاتا ہے امریکہ روس اور باقی ہمارے دوست سب کہتے ہیں خاموش ہو جاؤ بالکل کچھ مت کرو تو کیا ہم خاموش بیٹھیں گے ہم کشمیریوں کو نہتے اکیلے وہاں مرنے دیں گے اگر رابعہ کے اغوا کا واقعہ ہو سکتا ہے اس طرح سے کئی اور بھی واقعات ہو سکتے ہیں ہر ایک کو یہ مثال سامنے رکھنی چاہیئے ورنہ ہر جگہ شبیر حسین پیدا ہو سکتا ہے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب میں آپ سے درخواست کرونگا۔۔۔۔۔۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: بس جی میں ختم کرنے والا ہوں جناب میں عرض کر رہا تھا۔ یہ now or never کا معاملہ ہے ڈاکٹر صاحب آپ جنگجو قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کمر باندھیے میں آپ کے پیچھے ہونگا چلیے کشمیر چلتے ہیں۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا باتوں سے بہلانے کی کوشش نہ کریں ہم جانتے ہیں ان چکنی چپڑی باتوں سے مت جوگی کو پھسلا بابا۔ ہم صرف اپنے آپ کو دھوکہ دے سکتے ہیں کہ ہاں یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں ورنہ ہم جانتے ہیں۔ خدارا اس کرسی کی خاطر جس پر بیٹھے ہوئے ہو اس کے صدقے کچھ عملی اقدام کرو۔ ہوم فرنٹ پر فارن فرنٹ پر کشمیریوں کے ساتھ۔ اگر نہیں ہے تو جناب والا! بھی آپ کا حکم مانتے ہوئے ایک بات آخر میں کہوں گا اگر یہ قوم کرسی پر بٹھانا جانتی

ہے تو ہٹانا بھی جانتی ہے اگر کسی کو سر پر بٹھانا جانتی ہے تو لٹکانا بھی جانتی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ جناب بہرہ ور سعید صاحب۔ ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Honourable Member has donated the whole property.

ان کی جو منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد ہے حکومت صدق دل سے قبول کر لی ہے اور یہ۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ وہ حکومت کو نہیں دے رہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اور جناب حنیف خان وزیر امور کشمیر سے کہتی ہے یہ فوری طور پر صوبائی حکومت سے کہہ کر ان کے ہدیہ کو قبول کرے اور انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتی ہے کیونکہ وہ وکیل ہیں اور کل وہ کہیں گے آنریبل ہاؤس نے قبول کیا۔۔۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید: میں اس وعدے پر قائم ہوں مگر میں اس حکومت کو نہیں دیتا میں کشمیر فنڈ میں دوں گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: کشمیر فنڈ کے لیے ہم کہہ رہے ہیں اور صدق دل سے حکومت قبول کرتی ہے اور وفاقی وزیر امور کشمیر سے کہتی ہے کہ صوبائی حکومت اخونزادہ صاحب کی تمام جائیداد ہدیہ کے طور پر قبول کر لے۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ان کی درخواست وہاں پہنچا دی جائے گی۔ بہرحال ایک فقرہ جو انہوں نے استعمال کیا تھا کہ ہم ننگے ہو کر لڑیں گے، میں سمجھتا ہوں وہ بھی ناجائز ہی ہے۔ بغیر کپڑوں کے آپ جنگ نہیں لڑ سکتے۔

Now I call upon Mr. Muhammad Hanif Khan, Minister for Kashmir Affairs to take the floor.

Mr. Hasan A. Shaikh: Point of order, Sir.

Mr. Presiding Officer: Yes please.

Mr. Hasan A. Shaikh: Since, Mr. Hanif Khan is the Minister incharge of Kashmir Affairs, therefore, he may not make his speech now but may speak at the winding up stage.

Mr. Presiding Officer: He wants to speak now because the foreign Minister is going to wind up this debate.

پروفیسر خورشید احمد: سینیٹ کی ہماری یہ روایت رہی ہے کہ ہم نے بہت

[Prof. Khurshid Ahmed]

technically معاملات کو نہیں لیا۔ وزیر صاحب بولنا چاہتے ہیں تو ان کو welcome کرتے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ!

جناب محمد حنیف خان: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ جناب عالی یہاں پر جتنے حضرات اور معزز اراکین تشریف رکھتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہر معزز رکن اپنا ایک انداز بیان رکھتا ہے اور جس خوبصورت طریقے سے اخونزادہ صاحب نے اس سارے واقعہ پر روشنی ڈالی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی بات باقی نہیں بچی جس پر میں کچھ کہہ سکوں۔ جناب والا! آپ کو معلوم ہے کیونکہ سب پاکستان کے رہنے والے عوام یہ جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ آج اٹھ کھڑا نہیں ہوا۔ یہ ایک بہت پرانا مسئلہ ہے اور اس دن پیدا ہو گیا تھا جس دن ڈوگرہ مہاراجہ نے اس حصہ کو بھارت کے ساتھ شامل کرنے کا اعلان کیا تھا۔ جناب عالی اس وقت بھی یہ فیصلہ ایک غیر فطری فیصلہ تھا کیونکہ یہ فیصلہ وہاں کے عوام کے مزاج اور خواہش کے خلاف ہوا۔ اصول تو یہ طے ہوا تھا کہ وہ علاقے جہاں پر مسلمان اکثریت میں ہیں وہ پاکستان میں شامل ہوں گے اور وہ علاقے جس میں ہندو اکثریت میں آباد ہیں وہ ہندوستان کے ساتھ شامل ہوں گے۔ جناب عالی! شاید آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ اس ضمن میں صوبہ سرحد میں بھی ریفرنڈم کروایا گیا کہ آیا صوبہ سرحد کے عوام پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں یا وہ علیحدہ رہنا چاہتے ہیں۔ صوبہ سرحد کے عوام نے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا اور آج ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ صوبہ سرحد پاکستان کا حصہ ہے۔ جناب عالی! کشمیر کے متعلق جیسے کہ میرے دوست نے یہاں بہت وضاحت سے بات کی ہے کہ کشمیر کے عوام کے لیے پاکستان کے عوام نے شروع ہی سے قربانی دی ہے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جتنے لوگ قبائلی علاقوں کے مثلاً دیر، سوات اور مالاکنڈ کے تھے انہوں نے وہاں جا کر اپنے کشمیری بھائیوں کے ساتھ اپنے خون کے نذرانے پیش کیے۔ جناب عالی! میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں اور آج کے حالات میں بہت بڑا فرق ہے آج آزادی کے لیے وہاں سے جو لوگ اٹھے ہیں وہ کسی کے ایماء پر نہیں اٹھے انہوں نے از خود محسوس کیا ہے کہ جب تک ہم خود اپنی آزادی کے لیے نہیں اٹھیں گے اس وقت تک وہ آزادی حاصل نہیں

کر سکتے۔ جناب والا! اس وقت کے حالات میں اور آج کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ سنجیدگی سے اپنی آزادی کے لیے اُٹھتے ہیں وہ آزادی حاصل کر لیتے ہیں اور آپ سب کو معلوم ہے کہ ایران میں کیا ہوا۔ ۱۹۷۸ء سے قبل ایران پر سب سے بڑا ڈکٹیٹر قابض تھا اور جناب عالی مجھے یاد ہے کہ میں اگست ۱۹۷۸ء میں تہران گیا تھا۔ میں ان دنوں صوبہ سرحد کی اسمبلی کا سپیکر تھا اور اس حیثیت سے مجھے وہاں دورہ کرنے کا موقع ملا اگست ۱۹۷۸ء میں وہاں کے حالات کے مطابق ایک سیکنڈ کے لیے کوئی شخص سوچ نہیں سکتا تھا کہ ایران میں بھی اس طرح انقلاب آ سکتا ہے جو آپ لوگوں نے چند مہینوں کے بعد دیکھ لیا افغانستان کے بارے میں روس نے کوشش کی کہ وہاں کی عوام کی خواہش کے خلاف اس ملک پر اور عوام پر قبضہ کر لیں لیکن جناب عالی! وہ نہیں کر سکا۔ اور ہوا یہ کہ ایک super power کے فوجیوں کو وہاں سے نکلنا پڑا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کشمیر کے لوگ اپنی آزادی کے لیے خود اُٹھے ہیں اور اپنے خون کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ انشاءاللہ وہ اپنی آزادی ہندوستان سے لیکر رہیں گے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یو این او میں resolutions پاس کیے گئے اور وہ بھی بھارت کے کہنے پر اور انہوں نے خود اقوام متحدہ کے ممالک کو اس پر مجبور کیا کہ اس قسم کی قرارداد پاس ہو جس کے نتیجے میں وہاں کے عوام کو یہ حق دیا جائے کہ آیا وہ پاکستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں یا ہندوستان کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔ جناب والا! جناب اخونزادہ صاحب نے صحیح اشارہ کیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ معاہدہ تاشقند کے نتیجے میں کشمیر کو اور کشمیر کے متنازعہ علاقہ کو اور اس کی حیثیت کو ختم کیا گیا اور اس کے نتیجے میں ہی اس وقت کے وزیر خارجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے ایوب خان سے علیحدگی اختیار کی۔ ایوب خان نے بھٹو صاحب کو یہاں تک تنبیہ کی کہ یا تو وہ خاموش ہو جائیں اور اگر خاموش نہیں ہوتے تو وہ انہیں قبر تک نہیں چھوڑے گا

پھر جناب والا! یہاں شملہ معاہدہ کی بات ہوئی ہے جیسا کہ اخونزادہ صاحب نے اس پر بھی بہت خوبصورتی سے بات کی ہے، شملہ معاہدہ کے وقت جو حالات تھے، آپ کے علم میں یہ بات بھی ہے کہ شملہ معاہدہ سے پہلے ایک طرف سے دو چار مسودے آئے، ہماری طرف سے بھی مسودے

[Mr. Muhammad Hanif Khan]

پیش ہوئے، لیکن آخری وقت تک یہ فیصلہ نہ ہو سکا، کیونکہ بھارت والے شملہ معاہدہ میں اپنی terms کو dictate کرنا چاہتے تھے کیونکہ ہماری پوزیشن اس وقت انتہائی کمزور تھی، ہمارے نوے ہزار فوجی ان کے پاس تھے پاکستان کا پانچ ہزار مربع میل کا رقبہ ان کے پاس تھا وہاں پر جناب ذوالفقار علی بھٹو انتہائی کمزور پوزیشن میں گئے تھے، بھارت نے بڑی کوشش کی تھی کہ کم از کم اس ایک مسئلہ میں پاکستان کی کمزوری سے فائدہ اٹھالیں اور اس کو دفن کر دیں لیکن بھٹو صاحب نے ایسے نہیں ہونے دیا اور بھٹو صاحب نے اس مسئلہ کو جس کے متعلق بھارت نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ یہ اس کا اٹوٹ انگ ہے اس معاہدہ میں بھی زندہ رکھا اور اس کے متعلق کہا کہ کشمیر کا جو تنازعہ ہے وہ United Nations کے resolutions کے مطابق حل کیا جانا چاہیئے، مسئلہ کشمیر پر بھٹو صاحب کا جو stand رہا وہ سب دنیا کے سامنے ہے اور میں یہاں ایک بات بہت وضاحت سے کہہ دینا چاہتا ہوں، اس وقت جو حکومت ہے، اس میں اگر مگر والی بات نہیں ہے بلکہ بھٹو صاحب کے پیروکاروں کی حکومت ہے اور اس مسئلہ پر ان کی جو پالیسی تھی، اس کو ہم انشاءاللہ آگے بڑھائیں گے، اس میں ہم کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کریں گے اور نہ ہم سے کوئی یہ توقع رکھے کہ ہم خدانخواستہ کشمیر کے مسئلہ پر کوئی give and take کریں گے، یہ قطعاً نہیں ہوگا۔

جناب والا! آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جب یہ مسئلہ اٹھا تو اس سے پہلے ہندوستان نے یہ واویلا مچانا شروع کیا کہ پاکستان کی جو حکومت ہے وہ اس مسئلہ میں ملوث ہے، مداخلت کرتی ہے اس نے بین الاقوامی سطح پر بھی یہ واویلا شروع کیا، یہ واویلا انہوں نے کیوں شروع کیا اس لیئے کہ ان کو ہمارے مقابلے میں مقبوضہ کشمیر کے حالات کا زیادہ علم تھا اور انکو یہ علم تھا کہ اب مقبوضہ کشمیر کے عوام اپنی آزادی کے لیے اٹھنے والے ہیں لہذا انہوں نے پہلے سے پراپیگنڈہ شروع کیا کہ گویا پاکستان مداخلت کر رہا ہے حالانکہ پاکستان مداخلت نہ اس وقت کر رہا تھا اور نہ آج کر رہا ہے لیکن وہ مجرم تھے اور انہوں نے اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے لیے یہ پراپیگنڈہ شروع کیا، یقیناً آپ کے علم میں ہوگا کہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں جتنے صحافی تھے (ان میں ان کے اپنے اور دنیا کے دیگر ممالک کے صحافی بھی شامل تھے) سب کو کشمیر سے باہر نکال دیا تاکہ وہاں کی اصلی رپورٹنگ دنیا تک نہ پہنچ سکے، اس کے مقابلے میں میں بطور وزیر امور آزاد کشمیر کے اعلان کر دینا چاہتا ہوں

اس ذمہ دار اسٹیج سے، اس ذمہ دار ادارہ اگسٹ ہاؤس کے پلیٹ فارم سے، وہ آئیں اور آزاد کشمیر میں جائیں وہاں جائیں وہاں جاکر خود جائزہ لیں کہ آیا ہم مقبوضہ کشمیر میں مداخلت کرتے ہیں یا از خود آزاد کشمیر کے لوگ، پاکستان کے لوگ مقبوضہ کشمیر کے عوام کی حمایت کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین! مقبوضہ کشمیر کے عوام کے ساتھ ہماری یک جہتی یا ہمدردی کا ہونا یا آپ جو بھی اسے نام دے لیں ایک فطری بات ہے ہمارے ان کے ساتھ کئی طرح کے رشتے ہیں ہمارا ان کے ساتھ مذہبی رشتہ ہے، ہمارا ان کے ساتھ خون کا رشتہ ہے، ہمارا ان کے ساتھ بہت زیادہ اشتراک ہے اس لیے یہ ایک قدرتی بات ہے کہ ہم ان کی مدد کے لیے تیار ہوں۔

جناب والا! دو چار دن کی بات ہے کہ آزاد کشمیر کے نہتے عوام پر بھارت کی فوج نے گولیاں چلائیں جس کے نتیجے میں دو کشمیری جوان شہید ہوئے، اور چھ زخمی ہوئے جن میں سے بعد میں ایک ہسپتال میں جاکر شہید ہوگیا اس سلسلے میں، میں نے پرائم منسٹر صاحبہ کو رات کے دس بجے ٹیلی فون کیا کہ اس طرح سے یہ واقعہ ہوا ہے اس سلسلے میں، میں کیا کروں کیا میں وہاں ان کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے چلا جاؤں، تو انہوں نے بغیر کسی تامل کے کہا کہ آپ وہاں جائیں اور ان کی نماز جنازہ میں شرکت کریں۔ ہو سکتا ہے اگر ان کی جگہ کوئی اور ہوتا اور اپنے جذبات پر قابو رکھتا اور کہتا کہ دو منٹ صبر کریں، میں آپ کو جواب دیتی ہوں، ایسا نہیں ہوا، انہوں نے مجھے فوراً کہا کہ آپ خان صاحب وہاں فو پہنچ جائیں، ان کے جنازے میں شریک ہوں ان لوگوں کے غم میں شریک ہوں، میں و پہنچ گیا، وہاں مجھے دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ بھارت کے جوانوں نے ہمارے آزاد کشمیر کشمیری بھائیوں پر گولیاں چلائیں حالانکہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا نہ اسلحہ تھا نہ کوئی تھا، نہ کوئی چھری تھی، ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا ان کو اس طرح نہیں کرنا چاہیے تھا ا واقعہ کی آزاد کشمیر میں بھی میں نے مذمت کی ہے اور اسمبلی میں مذمت کرتا ہوں، اور میں یہ بات ان کو بتا دوں کہ اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا، بھارت والوں کو میں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ بندو کوئی مسئلہ بھی حل نہیں ہو سکتا ایک تو بندوق کے بغیر ہو اور خالی ہاتھ ہو اور اس پر گولیاں چلا

[Mr. Muhammad Hanif Khan]

جائیں اور اس سے کوئی مسئلہ حل ہو سکے گا، ایسا نہیں ہوگا۔ جہاں تک ہماری ایک سال کی حکومت کا تعلق ہے، یہاں یہ بات تو نہیں کرنی چاہیئے لیکن بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ بات وہاں کرنی پڑتی ہے جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ کافی عرصہ سے سرد پڑ گیا تھا، اسے وہ اہمیت جو دینی چاہیے تھی، وہ نہیں ملی، بہرحال جب ہماری سینیئر وزیر بیگم نصرت بھٹو صاحبہ یو۔ این۔ او میں تشریف لے گئیں تو وہاں پر اس نے کشمیر کے مسئلہ کا ذکر کیا اور غیر جانبدار ممالک کی میٹنگ میں اس نے اس کا ذکر کیا جس پر بھارت کے وزیر خارجہ نے احتجاج بھی کیا یہ بات آپ کے علم میں بھی ہوگی۔

مجھے اطلاع ملی ہے کہ کشمیر کا ایک وفد جو کہ آزاد کشمیر کی سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں پر مشتمل ہے، بیرون ممالک کے دورے پر جانے والا ہے، ہم نے یہ پلان نہیں کیا بلکہ مجھے اس کی اطلاع ملی ہے۔ وہ بہت جلد بیرونی ممالک کے دورے پر جانے والے ہیں اور اپنے کیس کو بین الاقوامی طور پر آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے اور ہم ہر قسم کی مدد کے لیے تیار ہیں۔ جناب آپ کے علم میں یہ بات بھی ہو گی کہ جس وقت یہ مسئلہ اٹھا اور وہاں کے کے عوام پر زیادتی شروع ہوئی تو ہماری حکومت نے سب سے پہلے اپوزیشن کے دوستوں کو اعتماد میں لیا اور ان کو بریفنگ دی جس میں اپوزیشن کے لیڈران صاحبان نے شرکت کی اور مجھے بہت خوشی محسوس ہوئی اور بہت زیادہ اطمینان ہوا تمام لیڈران صاحبان بشمول اس معزز ایوان کے نمائندوں کے بریفنگ کے بعد سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ وہ پاکستان کی حکومت کی کارکردگی کو جو اس ضمن میں کی گئی ہے اس سے مطمئن ہیں اس کے بعد پارلیمنٹ کے ممبران صاحبان کو بریفنگ دی گئی اور حکومتی لائحہ عمل سے آگاہ کیا گیا پھر پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بھی ہوا۔ تو یہ چیزیں ہیں جہاں تک ہم جا سکتے ہیں انشاءاللہ ہم جانے کے لیے تیار ہیں۔ ہم سوچ سمجھ کر اس طریقے سے کام چلائیں گے اور ہمارے کسی قدم اور عمل سے وہاں پر جو لوگ اپنی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا آپ کو میں یقین دلاتا ہوں اس ہاؤس کو میں یقین دلاتا ہوں پاکستانی عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس مسئلے کے حل کے لئے اور ہمارے جو بھائی مقبوضہ کشمیر میں اپنی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں ان کی مدد کے لیے کوئی گریز نہیں کریں گے اور سب سے بڑی خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ ہماری پاکستانی

قوم آج اس بات پر متفق ہے بعد ایک National Consensus پیدا ہو گئی ہے کہ ہم پاکستانی جس حد تک ممکن ہو مقبوضہ کشمیر کے بھائیوں کی ہر قسم کی مدد کرنے کے لیے تیار ہیں اس پر پاکستانی قوم مبارک باد کی مستحق ہے آخر میں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ۔ جناب حسن اے شیخ صاحب

جناب حسن اے شیخ: شکریہ جناب چیئرمین ایس صحیح معنوں میں یہ سمجھتا تھا کہ گورنمنٹ کا point of view اپوزیشن کے ممبران کے خیالات کے اظہار کے بعد آجائے تو اچھا رہے گا اس میں کوئی شک نہیں کہ فارن منسٹر بھی اس مسئلے سے تعلق رکھتا ہے لیکن گورنمنٹ کو اپنے خلاف جو الزام ہے اسکو دھونا تھا الزام یہ ہے کہ انہوں نے بڑے زور و شور سے پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلایا لیکن اتنے گھبرا گئے کہ فوری طور پر اس کو ملتوی کر دیا جب کہ وعدہ یہ کیا گیا تھا کہ یہ چار روز تک چلے گا یہ اس داغ کو دھونا چاہتے تھے اب اس کی وجہ کیا ہے اس کے پیچھے میں جانا نہیں چاہتا یہ کس کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے، یہ مجھے نہیں معلوم، اور معلوم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کروں گا۔ جناب حنیف صاحب جو ہمارے پرانے دوست ہیں۔ کسی زمانے میں ہمارے ساتھی تھے اب وہ betray کر کے کسی اور پارٹی میں چلے گئے۔ ہم اُن سے کوئی شکوہ اور شکایت بھی نہیں کرتے لیکن ایک بات ہے کہ یہ مسئلہ اس وقت موجودہ حکومت کی وجہ سے نہیں ابھرا یہ خود انہوں نے اعتراف کیا یہ کشمیری عوام کی وجہ سے ابھرا ہے اس کے اندر پاکستان گورنمنٹ کی، موجودہ حکومت کی کوئی contribution نہیں۔ اور ان کا جو فارن منسٹر ہے اسکو ہم اپنا ساتھی سمجھتے ہیں وہ کیا سمجھتے ہیں ہم کو اس کی worry کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ان کو اپنا ساتھی سمجھتے ہیں اگر وہ اس کے اندر بریفنگ کر سکتے ہیں تو اسکا معنی یہ ہے کہ یہ ہمارا مسئلہ ہے ہمارے ساتھی اس مسئلے کو اٹھاتے ہیں اور حکومت وقت اس کے اندر اگر ہمارا ساتھ دیتی ہے تو واقعی بہت اچھی چیز ہے حنیف خان نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کے استعفیٰ کے بارے میں کچھ الفاظ استعمال کئے اور کہا کہ ان کو حکومت سے الگ کر دیا۔ اتفاق سے میں اس وقت نیشنل اسمبلی کا ممبر تھا اور جب وہ اس وقت کی حکومت کی فارن منسٹری سے الگ ہوئے تو میں نے قریب قریب آدھا گھنٹہ نیشنل اسمبلی پر اُن کا موقف دہرایا اور تائید کی اس سے پہلے میری کبھی کبھار بھٹو صاحب سے ملاقات ہوئی

[Mr. Hasan A. Shaikh]

تھی لیکن اُن کو تعجب ہوا کہ مسلم لیگ کا کٹر آدمی میری کیسے تعریف کرتا ہے اور مجھے اتنی سپورٹ کیوں دے رہا ہے، انہوں نے میٹنگ کے بعد میرے پاس ایک peon بھیجا وہ اس وقت بھی ہمارے منسٹر کے کمرے میں بیٹھے تھے میں نے کہا کہ وہاں نہیں آؤں گا پھر وہ مجھے کیفیٹریا لے کر گئے اور ایک گھنٹہ میرے ساتھ صرف کیا وہ واقعات مجھے بھی معلوم ہیں لیکن حنیف صاحب شاید بھول گے انہوں نے اپنی زبان نہیں کھولی وہ by train راولپنڈی سے کراچی گئے تو جہاں بھی گئے گاڑی کے باہر کھڑے رہے رومال نکال کر کے آنکھیں پونچھتے رہے لیکن زبان نہیں کھولی اگر آپ کو یاد ہے تو اُس وقت کے واقعات یہ ہیں میں کہتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی بھی حکومت آجائے پیپلز پارٹی کی آجائے یا مسلم لیگ کی آجائے۔ آئی جے آئی کی آجائے C.O.P کی آجائے ہر حکومت کشمیر کو سپورٹ کرے گی اور کرنا چاہیے ہم نے ہمیشہ کشمیر کو سپورٹ کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ سپورٹ کریں یا نہ کریں کشمیر کے لوگ آزاد ہو کر کے رہیں گے دنیا میں کوئی ایسا خطہ نہیں ہے کہ جہاں کے لوگوں میں اگر آزادی کی تڑپ ایک بار شروع ہو جائے تو وہ قربانی سے ڈریں گے اتنی بڑی سوویت یونین کی حکومت اور وہ اُن مسلم چھوٹے چھوٹے حلقے جو انکے حصے میں آتے ہیں اُن کو آج بھی روک نہیں سکتی۔ اور اگر مشرقی یورپ میں جو اس وقت انقلاب نظر آتا ہے جو لوگ جمہوریت کا ساتھ دے رہے ہیں جو لوگ سوشلزم سے الگ ہو کر کے جمہوریت کا ساتھ دے رہے ہیں وہ ایک دن موجودہ حکومتی پارٹی کو بھی سوشلزم سے الگ ہو کر کے ڈیموکریسی کا ساتھ دینے کے لیئے مجبور کریں گے آج ہم کہتے ہیں کہ جمہوریت ہے لیکن جمہوریت کے اوپر غالب ڈکٹیٹر شپ ہے ہم کو بات کرنے کی اجازت نہیں ہے آپ دیکھیں کہ ہمیں کیا ہو گیا ہے ایک دن ۷ تاریخ کو ایک بہت بڑا جلسہ ہوتا ہے جس کے اندر اپوزیشن پارٹیز مل کر کے اپنے اتحاد کا مظاہرہ کرتی ہے اس سے کیا ہوتا۔ حکومت کا کیا بگڑتا؟ اسکے بعد اگر C.O.P کی طرف سے کوئی ہڑتال کا اعلان کیا گیا یا ایم کیو ایم نے کیا، میں ایم کیو ایم کا ممبر نہیں ہوں یا مسلم لیگ نے اعلان کیا تو کیا فرق پڑتا ہے؟ یہ جو جمہوریت کی دعویدار حکومت ہے اُس کو چاہیئے تھا کہ ان کو ہڑتال کرنے دیتے۔ مداخلت کر کے اس دن، جھگڑے کرا کر کراچی میں جو حالات پیدا کیے وہ اب ظاہر ہو گئے ہیں۔ حکومت وقت کی پارٹی نے

جن لوگوں کو پکڑ کر ان پر تشدد کیا انہوں نے ہمارے وہاں کے جو کور کمانڈر ہیں ان کے کتنے
پیر ان کو رہا کر دیا کوئی تصور بھی کر سکتا ہے کہ حکومت وقت ایسا کام کر سکتی ہے حکومت کا
سب سے پہلا کام ہوتا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کو برقرار رکھنا۔ آپ کو اگر یاد ہے تو قائد اعظم کی
زندگی ہی میں کراچی میں جھگڑے ہوئے غالباً وہ ۱۹۴۸ کی چھبیس جنوری تھی اس وقت کرفیو لگایا گیا
جب بھی آپ پولیس کے سپاہی کے پاس سے گزرتے تو وہ دیکھتا تھا کہ سامنے والے نے آپ کا شناختی
کارڈ دیکھا ہے یا آپ کا کرفیو پاس۔ پھر بھی وہ خود دیکھتا تھا جب آپ اس سے پوچھتے تھے کہ
یہ کیا بات ہے وہ کہتا ہے قائد اعظم کا حکم ہے کہ کسی کو بھی بغیر کارڈ دیکھے جانے نہیں دینا۔
کیا ایسے سخت اقدامات پیپلز پارٹی نہیں کر سکتی۔ کیا وجہ ہے کہ پیپلز پارٹی کا کوئی رکن
یا کوئی رشتہ دار ہسپتال میں چلا جائے اور ایسے وقت چلا جائے کہ وہاں جی ایم سید بھی ہو
اور وہ ان سے بھی ملاقات کرلے اور وہ چیز اخبار میں بھی آجائے۔ کیا اس کی ضرورت
تھی۔ جی ایم سید کا اگر اس میں کوئی حصہ تھا تو وہ حکومت کا کام تھا کہ اس پر کوئی اقدامات
اٹھانے تھے تو اٹھاتی، لیکن اس طریقے سے ایک حکومت دوسروں کے ڈر سے ان کے
دباؤ میں اگر عوام کے ایک دوسرے طبقے پر ظلم کرے ان کو اغوا کرے۔ ان پر تشدد کرے
اس سے زیادہ شرمناک رویہ کوئی حکومت اختیار نہیں کر سکتی میرا اپنا خیال ہے کہ جمہوریت
کا کوئی اظہار نہیں ہے جو حکومت جمہوریت کا دعویٰ کرتی ہے وہ دوسروں کو اپنی
activities کرنے کی اجازت دے دے۔ میں ایک بات صاف کہنا چاہتا
ہوں کہ موجودہ حکومت اپنے ظاہری رویے سے یہ بتاتی ہے کہ وہ جمہوریت نہیں چاہتی جمہوریت
کے معانی، فیڈریشن نہیں، جمہوریت کے معنی federation and
constituent provinces ہیں اپنے آئین میں صوبوں کی اپنی powers
ہیں صوبوں کے اپنے subjects ہیں لیکن حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ صوبوں کو نہ ملیں
ان کے حقوق میں مداخلت کرے۔ پہلے بھی یہ سب چیزیں ہوتی تھیں پیپلز پروگرام کے
نام سے جو پروگرام ہے وہ آپ صوبوں کو کہتے کہ ہمارا یہ پروگرام ہے۔ ہمارے پاس
ایک کروڑ روپیہ ہے یا دو کروڑ روپیہ یا پچیس کروڑ روپیہ ہے وہ آپ اپنے علاقے میں
خرچ کریں شاید اس طرح آپ سپروائز کرنے کی یا کوئی ایسی پاور اپنے پاس رکھتے جس سے

[Mr. Hasan A. Shaikh]

یہ اندیشہ نہ رہے کہ وہ غلط جگہ پر صرف ہو جائے گی یا پارٹی کے interest میں صرف ہو جائے گی۔ لیکن جو یہ حکومت کرتی ہے وہ ایسا کام کرتی ہے کہ صرف ان کو پاور ہے اور کسی کو نہیں۔

supremacy of the Federal Government is not envisaged by the Constitution of Pakistan.

پاکستان کا آئین کچھ powers فیڈریشن کو دیتا ہے اور کچھ powers صوبوں کو دیتا ہے۔ اسی وجہ سے آج دن تک Council of Common Interests کا اجلاس بلانے کے لیے تیار نہیں۔ پنجاب کے چیف منسٹر، بلوچستان کے چیف منسٹر کیا کہتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے یہ مطالبات ہیں ان کو خود مان لو یا Council of Common Interests کا اجلاس بلا لو۔ اس کے لیے رولز بنا دو۔ اس میں کیا حرج ہے آپ کیوں نہیں بلاتے؟ اس واسطے کہ آپ جمہوریت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن اس پر یقین نہیں رکھتے آپ کو وہ جمہوریت چاہیے جو آپ کے حق میں جاتی ہے جس میں دوسروں کو کوئی پاور حاصل نہ ہو۔ میں جس صوبے کا رہنے والا ہوں، سندھ کا وہاں ایسی حکومت ہے کہ جس کے چیف منسٹر کو تمام سندھی طبقے کہتے ہیں کہ یہ چیف منسٹر کسی کی نمائندگی نہیں کرتا except the Prime Minister of Pakistan میرے دوست، انہوں نے کہا کہ پرائم منسٹر آف پاکستان کا وہ spokesman ہے اس نے اس کو appoint کیا ہے وہ اس کو سپورٹ کرتی ہے ورنہ وہ ایک دن بھی نہیں رہ سکتا۔ یہ کیا جمہوریت ہے؟ یہ کیا حکومت چلانے کا طرز ہے؟ پنجاب کے چیف منسٹر کو جب تک اس کے ساتھ اکثریت ہے حق ہے اپنی صوبائی حکومت چلانے کا، اور یہ غلط بات ہے کہ آپ غلام مصطفیٰ کھر کو وہاں بھیج کر اس کی مخالفت کراتے ہیں غلام مصطفیٰ کھر کی reputation or lack or reputation کیا ہے یہ دنیا کو معلوم ہے پاکستان میں بچے بچے کو معلوم ہے کہ اس نے ماضی میں کیا کیا۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر: شیخ صاحب میں گزارش کروں گا کہ The discussion is on Kashmir Issue.

Mr. Hasan A. Shaikh: Yes, I said, if you bring about

unity of people in Pakistan, it will help to solve the Kashmir problem, that is the point. These are important segments, important ingredients for the solution of Pakistan's Kashmir problem. Kashmir is undoubtedly the only problem we are discussing here but I think these problems must be solved with unanimous vote of the people and people does not mean only the Federal Government, people does not mean Peoples Party. Peoples Party is different for people. There is a misunderstanding that Peoples Party and people is the same. I was one of those who were invited by late Mr. Zulfikar Ali Bhutto when he established the Peoples Party and four persons had tried to persuade me to join the Peoples Party as Secretary General, Meraj Mohammad Khan, Mahmud Ali Qasuri, J.A. Rahim. I forgot the fourth person but three of them were given a sound beating and thrown out of the Peoples Party and luckily I did not joined otherwise I am quite certain I would have headed them all.

Mr. Presiding Officer: The fourth one could be forgiven at least.

Mr. Hasan A. Shaikh: I would have headed them all. Sir, Kashmir requires unity of the people of Pakistan, unity of all resources to solve the problems of the people of Pakistan. Instead of wasting money on Peoples Party that (money) should be spent on people and not on Peoples Party. Distinction between people and Peoples Party must be realised by the present leadership. I have no doubt, they have a right to be in the central Government. I have no doubt they have a right to form a federal government. I support them for that purpose. But they must support the provincial governments. The Provincial government does not fall in line with them but have majority of their own. On these Sir, the last thing I would like to tell, the Government of Pakistan, the Central Government of Pakistan is that there is no impediment to take this matter to international forums. Neither a Simla Agreement of which also the author was not these opposition parties. None of the opposition parties were the party to coming to that Simla Agreement. Their leader was responsible for Simla Agreement. But I say it is not even then an impediment in their way. They should go to United Nations. They could go to International bodies and seek assistance and not, of course, in favour of what Mr. Behrawar Saeed, my good friend, told you, Sir, here on the floor of the House. We should not speak against any

[Mr. Hasan A. Shaikh]

government, whether it is American Government or British Government or any government. We need help and assistance of all reasonable people in our quest for solution of the Kashmir problem and I have never supported other foreign governments but I must say that we cannot live in isolation in this world. We have to be good to every body. If we are to be good to the Peoples Party, why not be good to others. There is no difference. They also don't agree with us. We do not agree with them. But we are with them because they claim, probably rightly, that they have a majority in the National Assembly. Anyhow, let us be very frank with each other, we must get united. Pakistan came into being because of unity of the Muslims of the sub-continent of India. Unity, Faith and Discipline is the moto bestowed by Quadi-e-Azam on the people of Pakistan. And as along as we follow his dictates, his dictum of Unity, Faith & discipline, I am quite sure, we can hope the best for the people of Pakistan as well as for the people of Kashmir. Thank you Sir.

Mr. Presiding Officer: Thank you Shaikh Sahib, Mr. Jehangir Shah Jogezai.

نوابزادہ جہانگیر شاہ: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

کشمیر کا قصہ بہت پرانا ہے جب تک کشمیر کی تاریخ پر روشنی نہیں پڑتی اصل مسئلہ سامنے نہیں آتا مجھے یاد ہے جب ۱۹۲۹ میں کشمیر میں گڑبڑ ہوئی اس وقت بچے تھے وہاں کے حالات سنا کرتے تھے تو دل میں یہ آتا تھا کہ خدا کرے ہم جوان ہوتے تو ہم وہاں جاتے کشمیر کا قصہ شروع ہوتا ہے ۱۸۱۹ سے جب آخری گورنر جس کا نام محمد خان تھا یا کچھ تھا جب رنجیت سنگھ نے اسے شکست دی تو اسے انیس زخم آئے اور بارہ مولا سے وہ افغانستان چلا گیا قصہ کیا تھا ڈاکٹر صوفی لکھتا ہے، اس نے بڑی اچھی کشمیر کی تاریخ لکھی ہے۔ بہت عرصہ ہوا میں نے وہ پڑھی تھی کہ اگر افغانستان میں مغلوں کی طرح گورنر تبدیل کرتے رہتے تو آج کشمیر کا معاملہ کچھ اور ہوتا۔ ہوتا یہ تھا کہ جب بادشاہت میں تبدیلی آتی تھی تو جو شہزادہ قابض ہو جاتا اس کا گورنر باغی ہو جاتا تھا کیونکہ وہ اس کا آدمی نہیں ہوتا تھا وہ اس کے لیے پھر لڑائی کرتا تھا پھر اس کو مغلوب کرتا اسی طرح سے رنجیت سنگھ نے حملہ کیا ۱۸۱۹

میں اس وقت افغانستان میں خانہ جنگی تھی اس لیے تمام فوج وہاں بھیج دی گئی تھی نو دلیوی ان
کے ساتھ تھی جس کی وجہ سے رنجیت سنگھ نے کشمیر پر قبضہ کیا ۱۸۴۸ جب انگریزوں
اور سکھوں کی لڑائی ہوئی تو کشمیر انگریزوں کے پاس آیا اس وقت ایسٹ انڈیا کمپنی کی
حکومت تھی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے کشمیر کو بیچا کہ بہرہ ور سعید صاحب نے فرمایا تھا میں
وہ بات نہیں کروں گا جس سے کسی کو دکھ ہو مگر بہت تلیل قیمت پر اس کو فروخت
کر دیا۔ آجکل اس قیمت پر کوئی ووٹ بھی نہیں دیتا اب دیکھیے کہ کیا تشریح ہوتا ہے۔
Northern area گلگت اس میں بالکل واضح تھے یہ جدا زبان ہے یہ جدا زبان ہے جدا
تہذیب ہے اس کو انگریزوں کو انہوں نے لیز پر دے دیا کیوں کہ اس کا تعلق ہے۔

three or five needs. Now, where are these three or five needs. China, Afghanistan and Russia. That means in that northern areas.

یہاں پر صرف ایک Political Agent رہتا تھا اور اس کے پاس خالی پانچ سو سکاؤٹس
ہوتے تھے جن کی ترتیب یہ تھی کہ ایک سو پچاس جو اس میں ہوتے تھے Second
Hand Command جو تھا وہ APC بھی ہوتا تھا وہ Command Second hand
بھی ہوتا تھا۔ اور Head Office میں خالی اسی آدمی ہوتے تھے جہاں Politicial
Agent ہوتا تھا پاکستان و ہندوستان کی آزادی سے پہلے جنوری ۱۹۴۷ میں کیبنٹ مشن
by sea بمبئی پہنچا اور ہندوستان کے متعلق آپ نے دیکھا ہوگا کہ ۱۴ مئی کو پہلا اعلان ہوا
پھر اس پر فیصلہ نہ ہوا آخر ۳ جون کو جو فیصلہ ہوا آپ اس کو اس تاریخ میں دیکھیے کہ جب گاندھی
نے فروری ۱۹۴۷ میں یہ Policy statement دی کہ اگر تقسیم ہونا ہے تو پھر گاؤں
گاؤں تقسیم ہونا ہے یہ ایک ظاہر بات تھی کہ جس گاؤں میں مسلمان زیادہ ہوں گے تو وہ
پاکستان میں ہوگا اور جہاں ہندو زیادہ ہوں گے وہ ہندوستان میں ہوگا۔ اس اصول پر یہ فیصلہ ہوا
تھا اور ۳ جون کے فیصلے میں ریاستوں کو تین choice دے دیئے تھے پاکستان میں شامل
ہونا یا ہندوستان میں یا آزاد رہنا ان ۶۰۰ سے زیادہ آزاد ریاستوں میں سے صرف خان
قلات تھا جس نے آزادی کا اعلان کیا باقی جو تھے وہ سارے یا شامل ہو گئے یا زور
سے شامل کرائی گئے جیسے کہ آپ کے پاس تاریخ ہے میں اس پر اپنا وقت ضائع نہیں کرتا

[Nawabzada Jehangir Shah]

it is the history. میں یہاں پہ آنا چاہتا ہوں کہ جب میں چلاس پہنچا ہوں
جو معلومات میں نے وہاں سے حاصل کیں وہ کہتے ہیں کہ جس وقت Political Agent
وہاں سے گیا جو بعد میں کمشنر بلوچستان لگا اس کا نام تو Rogers Baker میں اس سے ملا
تھا Ghunsara Singh کو لگایا تو وہ ایک رجمنٹ فوج لایا اور تمام راجوں مہاراجوں کو
جو گلگت کے تھے ان کو بلا کر کے ان کے سامنے demonstration کی وہ کہتا ہے کہ یہ
راجے لوگ کانپ رہے تھے کہ یہ اتنی زبردست طاقت ہے اس کے ساتھ مقابلہ کیسے ہو
سکتا ہے پوری رجمنٹ جس میں توپ خانہ بھی تھا سب کچھ تھا، اس میں مسلمان بھی تھے ڈوگرے
بھی تھے اور سکھ اور ہندو بھی تھے جب جموں میں مسلمانوں پر لشکر کشی شروع ہو گئی خاص راجہ کی
طرف سے تو آپ یقین کیجئے کہ جموں سے لے کر جو ہمارے علاقے کے لوگ تھے وہ تو میں نے
خود دیکھا کہ لشکر کشمیر کے اندر گئے یہاں سے قبائلی علاقے کے لوگ گئے ایک مورچے میں
دیر کے دو ہزار آدمی شہید ہو گئے۔ میرے پاس ابھی بھی وہ خطوط ہیں وہ خطوط ہمیشہ آتے
تھے کیوں کہ ہزارے کے لوگ گئے تھے کچھ ریٹائرڈ افسر بھی گئے ہوئے تھے وہاں سے ہم نے
بھی کوشش کی میں نے وہاں پر ۲۹ جون کو چارج لیا تھا مگر آرڈرز ہو گئے تھے ۱۹۴۸ میں
اب آپ ذرا ہندو کی دلیری دیکھیں کیوں کہ آپ کو خوف آتا ہے مجھے اس پر حیرت ہوتی
ہے کہ ہندو سے ڈرتے ہو اس ہندو سے جس کو ہم دیکھ چکے ہیں پوری رجمنٹ سے
ایک سو بیس آدمی بچیں جو اس کا کمانڈر رہ گیا ہے اور سامنے ایک فورس تھی لیونر کی اس
کی گولی وہاں تک نہیں پہنچی۔ مجی تک اور مجی کے پاس سارا توپ خانہ ہے لیکن انہوں نے
ہتھیار ڈال دیئے جب میں پہنچا ہوں تو چار سو سکھ ڈوگرے قیدی تھے کیوں کہ ایک کھیپ چلی
گئی تھی اٹک کے قلعے میں یہ راستہ بند تھا راستہ کھلنے کے بعد یہ بھی چلے گئے یہ ہندو جس
سے آپ کے دل ڈوب رہے ہیں کہ سارا دن شرمندگی سے کہتے ہیں کہ ہمارا کوئی حق نہیں، کیسے
تمہارا حق نہیں ہے تم کو شرم کس بات کی آتی ہے تم کو ڈر کس بات سے آتا ہے آٹھ سو جل تک
پر آٹھ سو سکاؤٹ سے لڑا ہے جناب! یہ تاریخ ہے اور اس کے ۸۴ آدمی زخمی تھے جب گلگت
سکاؤٹس اور ناردرن سکاؤٹس آپس میں تقسیم ہو گئے گلگت والوں نے بغاوت کی حکومت
پاکستان کو ٹیلی گرام دیا انہوں نے سردار محمد عالم خان کو بھیجا جو اس وقت بھی زندہ ہے

وہ نومبر ۱۹۴۸ کو وہاں پہنچا اور میں ۹ جنوری کو گیا۔ وہ چند افسر تھے جنہوں نے یہ نہیں کیا۔ میں پہنچا ہوں تو ایئر مارشل اصغر نے ایک چھوٹے سے جہاز کے ذریعے میرا بندوبست کیا وہاں ان لوگوں نے اپنے گاؤں اور مکان کاٹ کر ایئر فیلڈ بنایا آج کا جو ایئر فیلڈ ہے وہ باغات کی جگہوں پر بنا ہے یہاں تک لوگ پاکستان کے لیے جان دینے والے تھے پاکستان کی طرف سے پولیٹیکل ایجنٹ وہاں گیا اور انہوں نے اچھا تعلق نہیں نبھایا۔ جو علاقے بعد میں پاکستان میں شامل ہوئے تو وہاں جاکر کوئی کمیشن ان سے پوچھے کہ تم لوگوں پر کیا گزری ہے۔ پاکستان نے کوئی فوج نہیں بھیجی۔ آفیسرز بھیجے اسی طرح جب ہمارے قبائلی لشکر کشمیر میں سری نگر تک پہنچے یہ بھی ایک بات ہے کہ وہ لشکر کیوں تتر بتر ہوا وہاں کیا پرسنل چیزیں درمیان میں آگئیں جس کی وجہ سے ہم جیتی ہوئی بازی ہار گئے لیکن وہ آزاد قبائل کے لشکر تھے اور جس وقت وہ لشکر گئے۔ مجھے سردار پٹیل کا وہ بیان یاد ہے اس نے پاکستان سے کہا کہ یہ لشکر بھیجنا بند کرو ہم نے کہا کہ یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے تو اس نے کہا اچھا ہم آ کر کے بند کریں گے یہ پٹیل کا بیان ہے آخیر میں بیان ہے پھر اس کے بعد یہ ہندو آیا پاؤں پڑا ہاتھ جوڑے کہ اس سے ہماری جان چھڑاؤ۔ اس ہندو سے آپ ڈرتے ہیں خدا کی قسم مجھے تمہارے ایمان پر شک ہے کہ آپ مومن کیسے ہو سکتے ہیں کہ آپ ہندو سے ڈرتے ہیں اس کے ہاتھ میں توپ ہے سب چیز ہے لیکن ایمان نہیں ہے تمہارے پاس اگر ایمان ہے اور تہی دست بھی جاؤ تو آپ کی فتح ہو گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور آپ نے دیکھا کشمیر کی پہلی جنگ آپ کی نظروں سے گزری آپ نے انہیں کوئی مدد نہیں دی۔ افغانستان آپ کے سامنے ہے پھر بھی آپ کو خدا پر یقین نہیں آیا جب خدا پر یقین نہیں آئے گا تو آپ کو اپنے پر یقین نہیں آئے گا اور آپ کو کبھی یہ چیزیں نہیں مل سکتیں اور اگر آپ آج یہ یقین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے اوپر اور خدا کے کلام کے مطابق چلیں گے تو فتح آپ کی ہو گی۔

آپ اسلام کی تاریخ کو دیکھیں آج کے نہیں ہر دور کے اسلام کو دیکھیں آپ اس بات سے نہ ڈریں ہندوستان سے چھپکے چھپکے شرما کر بات نہ کریں۔ ڈٹ کر بات کریں کہ یہ قوم اپنے لیے لڑ رہی ہے حکومت پاکستان نے کیا دیا آپ ذرا ہمارے

[Nawabzada Jehangir Shah]

ساتھ انصاف کریں ہمارے ساتھ بیٹھیں۔ آزاد کشمیر میں ہماری کون سی فوج گئی ہے کون سی تمہاری فوج گئی تھی چترال کی فوج گئی تھی ہمارے سینیٹر صاحب کی سرکردگی میں وہ قصے ہمیں معلوم ہیں۔ اصل قصہ یہ ہے آپ کو کوئی نہ تنگ دستی ہے نہ آپ کے پاس اسلحے کی کمی ہے آپ میں کمی ہے تو ایمان کی کمی ہے اس کو مضبوط کرو۔ پھر کیا ہوا چالاکیاں شروع ہو گئیں یکم جنوری کو cease-fire ہوا میرے آرڈرز ہو گئے تھے میں ۵ جنوری کو وہاں کوئٹہ سے روانہ ہوا۔ میر قادر بخش نے مجھے کہا کہ آپ کو سبی تک لے جائیں گے اور پھر ادھر سے سوار کرائیں گے آپ یقین کریں کہ اگر اس وقت کا ٹیپ ہوتا کہ ہم نے cease-fire کے متعلق کیا کیا باتیں کیں کون ہندو تھا کون سے رشتے دار تھے راستے میں دو ڈھائی گھنٹے ہم نے باتیں کیں اب بات یہ ہے کہ کشمیر اپنی جنگ خود لڑ رہا ہے تم اپنی شلواروں میں لرزنا بند کرو کچھ نہیں ہوگا اگر ہوتا ہے تو کیا ہوگا۔ مر جائے گا تو مر جانے دو شہید ہو جاؤ گے اس سے زیادہ رتبہ اور کیا تم مانگتے ہو۔ میرا لڑکا ۲۰ دسمبر کو شہید ہوا جب ایسٹ پاکستان fall ہو گیا تھا۔ ہمیشہ ماں سے بولتا تھا کہ مجھے پستول دو ماں کہتی ہے تو چھوٹا ہے تم پہلے غازی بنو۔ انسان پہلے غازی بنتا ہے پھر شہید ہوتا ہے شہادت کے لیے تیار کرو پھر غازی بنتا ہے تم لوگوں کو ہوا کیا ہے خدا کی قسم اس دن ہمارے وزیر خارجہ نے بات کی۔ شرمایا شرمایا سا تھا۔ کس سے شرماتے ہو بھائی۔ ہمارا حق ہے اپنے حق کے لیے اگر کوئی جان نہیں دے سکتا تو نتیجہ تو یہ ہوگا کہ تین دریا آپ سے گئے آپ نے کہا خاموش رہو لوگوں کو خاموش کر دیا آپ کے حق پر ڈاکہ پڑ رہا ہے آپ میں طاقت ایمانی نہیں تو آپ یہ نہ دیتے۔ کس نے دیے اس کو پھانسی پر چڑھا دو۔ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے آج کشمیر کے اوپر ہندوستان کا قبضہ اس لیے نہیں ہے کہ وہ ایک خوبصورت وادی ہے اس میں چنار ہے وہ بات نہیں ہندو کی فطرت میں جانتا ہوں ہم ہندو کے حاکم رہے ہیں ہندو پر حکومت کی ہے انگریزوں کے وقت میں بڑے افسر تھے اس میں کچھ نہیں اس میں یہ ہے دماغ ہے پیسہ ہے یہ وہ چیزیں رکھتا ہے اور کچھ نہیں کشمیر کو اس لیے رکھتا ہے لڑائی سے اس کو بھی تو زخم آئے گا ہم کو بھی تکلیف ہو گی۔ ایک زمانے میں ایک قصہ سنتے تھے ایک دیو تھا اس کی جان ایک طوطے میں تھی جب کوئی گیا تو اس نے اس کا پاؤں

مروڑا تو اس پاؤں سے وہ لنگڑا ہو گیا آخر میں اس کا سر مروڑا پاکستان میں stimulation

کے لیے The best bait is Kashmir.

اس کو آپ ہاتھ میں رکھیں۔

دوسری بات یہ کہ ہندوستان اور پاکستان دونوں کا وقت گزر گیا لیکن بہت افسوس
ہے وہ بھاتنے بہ سمجھ تھے اگر گاندھی کا فیصلہ ہوتا ہمارا علاقہ ہمیں ملتا تو ہم ہندوستان کے
ساتھ کیوں لڑتے۔ وہ کیوں مقروض ہوتا ہم کیوں مقروض ہوتے یہ خون کیوں منہ کو لگ گیا ہے کہ
باہر سے اسلحہ لیتے اگر یہ اسلحہ نہ ملتا تو شاید ہم مجاہد بن جاتے شاید ہم غازی بن جاتے
شاید ہم بڑے اچھے مسلمان بن جاتے لیکن ان چیزوں نے ہمیں بے ایمان بنا دیا ہمیں
رشوت خور بنا دیا ہم نے حرام کو حلال کر دیا ان کو سوچنا چاہیئے اس کا منسٹر آیا تھا وہ

پوچھتا تھا Do you think everything is right?

میں نے جواب دیا

اس نے کہا کہ Why are you leaving India?

There are two things. No.1, the Indians have come so much high in the offices that we have lost control over the people, we don't know what is going to happen.

یہ بغاوت جب بمبئی میں ہوتی تھی یہ اس کا بیان تھا وہ ہندوستان سے ایسے نہیں گئے ہیں اس
چیز نے ان کو بھگا دیا۔

f you want to keep India you have to reconquer it nd bring one million people from London which is not ossible. Secondly the Hindu Muslim will fight, they will cep us.

ہم اور سارا ہندوستان ابھی ان کے اسلحے کا محتاج ہے ان کے قرضے کے لیے کم از کم
اتنی چیز تو ہندو سمجھے تین جنگیں ہوئی ہیں تمہارا کتنا خرچہ ہوا۔ ہمارا کتنا خرچہ ہوا اور چوتھی انشاءاللہ
پھر ہو گی تم اسے نہیں بند کر سکتے آج اس وقت ہم جیسے بھی ہیں چاہے مرے ہوئے ہیں
چاہے بزدل ہیں لیکن ایسا کون بندہ ہے اس ملک میں جو پھر یہ بات نہیں مانے گا۔
یہ موہوی کی ایک بات کہتا ہوں ایک پیشں گوئی کی بات ہوئی تو ایک ڈاکٹر تھا اس نے کہا
کیا ہو سکتا ہے یہی کہ ہم پنجاب سے نکل جائیں گے ڈرنے کی بات نہیں ہے دیکھیں ہمارا مقد

[Nawabzada Jehangir Shah]

پاکستان پاکستان بن گیا ہم نے اس میں کام کیا ہم کو اور کوئی بات نظر نہیں آتی ہے پاکستان بننے کے بعد اور بھی خواہش ہو سکتی ہے ہماری خواہش ختم ہو گئی لیکن اب جب ہم آپ کو دیکھتے ہیں تو نہ فراست ہے نہ محبت ہے اپنی ذات کے سوا اور کچھ نہیں ہے ذات کو چھوڑ دو اس ملک میں جاؤ اس ملک کے ساتھی بنو ملک رہے گا تو تمہارے بنگلے بھی بنیں گے نہیں رہے گا تو تم کیا تھے ۴۰ سال میں وہ جو تھے وہ کون تھے وہ جو ہیں ابھی کیا ہیں وہ جو تھے وہ کیا ہیں یہ اس پاکستان کی بدولت ہے آپ مہربانی کر کے خدا کے اوپر ایمان رکھو۔ حبل اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور کچھ نہیں کرتے کشمیریوں کو چھوڑ دو۔ جو جانا چاہتا ہے جائے۔ آپ نہ ڈریں۔ امریکہ اگر ساتھ نہیں ہے تو خدا تو ساتھ ہے۔ خدا کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، اللہ کے دین کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ تمہاری فتح ہے، اگر میں قصہ سناؤں تو سارے دن کی ضرورت ہے آدمیں آپ کو گلگت لے جاتا ہوں جہاں پر مزارعوں نے بھی فوجیوں کو پکڑا ہے، یہ تو بزدل فوج ہے اب تو اور بزدل ہو گئی ہے دیکھیں انڈین آرمی کیوں مضبوط تھی۔ It was because of the Muslims of the five districts. وہ اب اس میں سے چلے گئے اور وہ اب ان کے دشمن بن گئے ہیں دوسری قوم سکھ تھی اب وہ بھی گئے، تیسری قوم گورکھا تھی وہ بھی گئے اب رہ گئے ڈوگرہ اور کاٹھیاوار کی قومیں اور ادھر ادھر کی قومیں اب آپ ان سے بھی ڈرتے ہیں، اگر آپ ان سے بھی ڈرتے ہیں تو پھر ہم آپ کے ڈر کا علاج نہیں کر سکتے اگر ڈرتے ہیں تو ڈرنے والوں کی اللہ مدد نہیں کرتا۔

ایمان تم لاؤ انشاءاللہ فتح اللہ دے گا اگر تم ایمان نہیں لاتے تو فتح کے حق دار نہیں خدا تم لوگوں کو اور غرق کر دے گا جیسے ہو رہا ہے خدا کے قانون سے جو روگردانی کرتا ہے وہ کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا اور جو خدا کے قانون پر چلتا ہے وہ کبھی بھی ناکامیاب نہیں ہو سکتا، آپ نے بھی یہ دیکھا ہے اور ہم نے بھی یہ دیکھا ہے اس لیے ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت بہت شکریہ نواب صاحب۔

The House is adjourned to meet again on 20th February, 1990 at 4.30 p.m. Thank you.

[The House adjourned to meet again at four thirty of the clock in the evening on Tuesday, Feburary 20, 1990.